Charlotte Brontë's

جین آئر



تلخیص و ترجمہ

اورنگ زیب قاسمی

کتاب: جین آئر

ترجمہ: اورنگ زیب قاسمی

سن اشاعت: مارچ ۲۰۲۰

کمپوزنگ: اورنگ زیب قاسمی

رابطہ:034138740089

aurangzeb345@gmail.com

زیب پبلشرز قاسمی کاٹلنگ مردان

فریال،

ایشال

اور

موسیٰ

کے

نام

گیٹس ہال میں

یہ نومبر کی ایک ٹھنڈی صبح تھی اس لیے ہم گھر کے اندر تھے۔ میری چچی مسز ریڈ ڈرائنگ روم میں آتش دان کے سامنے صوفے پر دراز تھی اور میرے چچازاد بہن بھائی۔۔ ایلیزا، جان اور جارجیانا۔۔۔ اس کے اردگرد بیٹھے تھے لیکن مجھے ان کے ساتھ بیٹھنے کی اجازت نہیں تھی۔ مسز ریڈ مجھ سے ناخوش تھی۔

''تمہارا رویہ غیر فطری اور غیر بچگانہ ہے'' اس کا یہ کہنا تھا۔ لیکن جب میں نے اس سے پوچھا کہ آخر میرا قصور کیا ہے تو اس نے کہا کہ بڑوں سے سوال نہیں پوچھتے۔

کم از کم مجھے چچازاد بھائی ''جان'' سے تھوڑی دیر کے لیے چھٹکارا مل گیا تھا۔ میں چوری چھپے ناشتے کے کمرے میں داخل ہوئی، ایک کتاب منتخب کی اور ایک پردے کے پیچھے کھڑکی کے قریب بیٹھ گئی۔ مجھے کتابوں سے اس وقت سے محبت تھی جس وقت ان کا سمجھنا بھی میرے لیے دشوار تھا۔ جان کی آواز سننے تک میں خوش تھی۔

'یہ جین کہاں گئی؟' اس نے استفسار کیا۔ 'وہ ایک برے جانور کی طرح بھدکتی جاتی ہے۔' میں پردے کے پیچھے خاموش بیٹھی رہی لیکن اس نے مجھے ڈھونڈ لیا۔

میری عمر صرف دس برس تھی جبکہ وہ چودہ برس کا ہٹا کٹا جھگڑالو لڑکا تھا جو مجھے کبھی سکون کا سانس لینے نہیں دیتا تھا۔ شکایت لگانے کا کوئی فائدہ نہیں تھا کیونکہ وہ ماں کا چہیتا تھا۔

گھر کی نوکرانیوں۔۔۔ بسی اور مس ایبٹ۔۔۔ کو معلوم تھا کہ وہ لالچی اور بگڑا ہوا ہے لیکن مسز ریڈ اس کے خلاف کچھ سننے کو تیار نہیں تھی۔

اس نے میرے ہاتھ سے کتاب چھین کر مجھے اس جگہ سے باہر نکلنے کا حکم دیا جہاں میں چھپی تھی۔ ہمیشہ کی طرح میں اتنی خوفزدہ تھی کہ مجھے اس کا حکم ماننا پڑا۔ وہ بیٹھ گیا اور لٹکتے ہوئے بھدے چہرے سے مجھ پر پُرغضب نظر ڈال کر اپنی زبان نکالی اور مجھ پر ایسا وار کیا کہ میرے قدم ڈگمگائے۔

''یہ چھپ کر بھاگنے اور ایسے منہ بنانے کی سزا ہے'' اس نے کہا۔ 'اور تم پردے کے پیچھے کیا کر رہی تھی؟'۔

''پڑھ رہی تھی۔'' میں نے کہا۔ مجھے اس کی طرف سے ایک اور وار کی توقع تھی۔

'تمہیں ان کتابوں کو چھونے کا کوئی اختیار نہیں' جان نے علی الاعلان کہا۔

'تمہیں ہمارے جیسے شریف خاندان کے ساتھ رہنے، ہمارا جیسا کھانا کھانے اور ہماری ماں کے خرچے پر کپڑے پہننے کی بجائے کہیں بھیک مانگنی

چاہیے۔ میں تمہارے مزاج ٹھکانے لگا دوں گا۔ درازے کے پاس کھڑی رہو۔'

میں نے اسے کتاب اٹھا کر پھینکتے ہوئے دیکھا اور اس کے سامنے سے اچانک ہٹ گئی۔لیکن مجھے دیر ہو چکی تھی۔ وہ مجھے اتنی زور سے لگی کہ میں دروازے کے ساتھ ٹکرا گئی۔ میرے سر میں درد کی ایک لہر اٹھی اور خون کے قطرے میرے چہرے پر ٹپکنے لگے۔

میں غصے میں آپے سے باہر ہو گئی۔ جان کے سامنے میں نے کبھی سر اٹھانے کی ہمت نہیں کی تھی لیکن اس دفعہ میں نے وہ سب کچھ بکا جو اس کے متعلق میری زبان پر آیا۔ آخر وہ مجھے پکڑنے کے لیے دوڑا۔ میں نے بھی ڈٹ کر اس کا مقابلہ کیا۔

'کمینی! کمینی؟' وہ چیخا اور مدد کے لیے پکارنے لگا۔ میری چچی اور نوکرانیاں دوڑے دوڑے اندر آئے۔

'بے چارہ ماسٹر جان!' نوکرانیاں چیخ اٹھیں۔

'اسے سرخ کمرے میں لے جا کر بند کر دو' چچی ریڈ نے حکم دیا۔



سرخ کمرہ

اس وقت تک تو میں نے ہمیشہ یہ کوشش کی تھی کہ کسی کو مصیبت میں نہ ڈالوں، لیکن اس بار بسی اور مس ایبٹ کو مجھے وہاں سے گھسیٹ کر لے جانا پڑا۔ کسی متوقع بھیانک سزا کے خوف سے میں چیخنے اور لڑنے لگی۔

مسز ریڈ نے میری سرزنش کرتے ہوئے کہا، 'کتنی بری بات ہے۔ تم نے اپنے مالک پر ہاتھ اٹھایا۔'

'وہ کہاں سے میرا مالک ہوا' میں چیخی جب وہ ایک بنڈل کی صورت مجھے سرخ کمرے میں لے جا رہے تھے۔ 'میں نوکرانی نہیں ہوں۔'

''نہیں، تم نوکرانی سے بھی کمتر ہو کیونکہ تم کمانے کے لیے کچھ بھی نہیں کرتی''، بسی نے کہا اور مجھے ایک سٹول کی طرف دھکیل دیا۔

'کیا تم خاموش بیٹھو گی یا ہمیں تمہیں باندھنا پڑے گا؟'۔

میں ایسی بے عزتی برداشت نہیں کر سکتی تھی اس لیے میں نے سٹول پر اپنی گرفت مضبوط کر لی اور ان سے کہہ دیا کہ میں کسی صورت وہاں سے نہیں ہلوں گی۔ وہ پیچھے کھڑی مجھے بری طرح گھور رہی تھیں۔

''مسز ریڈ نے تمہارے ساتھ ہمیشہ اچھا برتاو کیا ہے''۔ بسی نے مجھے یاد دلایا۔

''اگر وہ نہ ہوتی تو تمہارا ابھی کوئی ٹھکانہ نہ ہوتا''۔

''اور تم اپنے آپ کو چچازادوں کے برابر نہ سمجھو'' مس ایبٹ نے کہا۔

''ان کے پاس کافی پیسہ ہوگا جبکہ تمہیں کچھ بھی نہیں ملے گا۔اپنی حیثیت کے مطابق عاجزی سے اچھی بچی بن کر رہو''۔

''ہم تمہارے ہی فائدے کی بات کرتے ہیں'' بٹی نے نرمی سے کہا۔''اگر تم بدتمیزی اور گستاخی پر اتر آئی تو شاید تمہیں یہاں سے کہیں اور بھیجا جائے''۔

''توبہ کرکے اپنے کیے پر نادم ہوجاؤ'' مس ایبٹ نے کہا۔''ورنہ دھویں خانے سے کوئی بری چیز نیچے آکر تمہیں اٹھالے جائے گی''۔

پھر وہ مجھے بند کرکے وہاں سے چلی گئیں۔

سرخ کمرہ بہت بڑا تھا جس میں ہر طرف پیلے پردے لٹکے تھے۔سب کچھ سیاہ رنگ کی لکڑی سے بنا تھا اور گہرے سرخ رنگ کے قالین بچھے تھے۔صرف بستر سفید رنگ کے مہیب غلافوں میں ملفوف تھا۔فرنیچر شاندار تھا لیکن کمرہ تنہائی، اداسی اور سردی سے بھرا تھا۔نو برس قبل یہاں میرے چچا ریڈ وفات پاگئے تھے۔اس کے بعد اس کمرے کا استعمال نہ ہونے کے برابر تھا۔

ان سب کو مجھ سے اتنی زیادہ نفرت کیوں تھی؟۔ الیزا خود غرض تھی۔جارجیانا

مغرور اور کینہ پرور تھی۔جان ظالم،لڑاکو اور گستاخ تھا۔سب ان کو پسند کرتے اور ان کی تعریف کرتے۔دوسری طرف میں ہر وقت اچھا بننے اور خاموش رہنے کی کوشش کرتی لیکن سب مجھے برا اور بدمزاج کہتے۔

اندھیرا پھیل گیا اور ٹھنڈ میں اضافہ ہوا۔میرا حوصلہ کم ہونے لگا۔مجھے چچا ریڈ یاد آنے لگا۔وہ میری ماں کا بھائی تھا۔اگر وہ زندہ ہوتا تو بلاشبہ مجھ سے اچھا سلوک کرتا۔میرے ساتھ روا رکھے گئے سلوک کی وجہ سے اگر اس کی روح یہاں آجائے تو کیا ہوگا؟۔اس تصور سے مجھے کوئی آرام تو نہیں ملا لیکن میرے خوف میں اضافہ ہوا۔

اچانک دیوار پر روشنی کی ایک لکیر دکھائی دی۔شاید یہ باہر کے کسی لالٹین سے آرہی تھی لیکن اس سے میرے خوف و دہشت میں اضافہ ہوا کیونکہ میں ایک ایسے کمرے میں تنہا بند تھی جس میں کسی کی موت واقع ہوئی تھی۔میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہوگئیں،میرا سر بھاری ہونے لگا اور مجھے لگا کہ میری سانسیں رک رہی ہیں۔میں مایوسی کی اس گھڑی میں دروازے کی طرف دوڑ پڑی۔میں مدد کے لیے چیخ رہی تھی اور دروازے کے دستے کو مروڑ رہی تھی۔

آخر بسی اور مس ایبٹ آگئیں۔

''مس آئر، کیا تم علیل ہو؟۔''بسی نے پوچھا۔

میں اس کے ہاتھ کے ساتھ چمٹ گئی اور اس نے اپنا ہاتھ مجھ سے نہیں کھنچا۔

''وہ صرف اس لیے چیخی کہ ہم بھاگ کر یہاں آجائیں'' مس ایبٹ نے کہا۔

''یہ کیا ہو رہا ہے؟''۔ایک تیسری آواز نے سوال کیا۔میری چچی برآمدے میں تیزی سے چلی آرہی تھی۔

''خدا کے لیے مجھے بخش دیجیے۔'' میں چیخی۔''میں یہ برداشت نہیں کرسکتی۔ میں مرجاوں گی۔'' میں نے سسکیاں لیتے ہوئے منت سماجت کی لیکن اس نے مجھے سرخ کمرے میں دھکیل کر دروازہ مقفل کیا۔

اس کے بعد مجھے کچھ یاد نہیں رہا۔میرے خیال میں مجھے کسی قسم کا دورہ پڑا اور میں بے ہوش ہوگئی۔

========

ڈاکٹر

جب میری آنکھ کھلی تو مجھے ایسا لگا جیسے میں کوئی برا سپنا دیکھ رہی تھی، لیکن کسی نے بڑی آہستگی سے میری کمر میں ہاتھ ڈال کر بیٹھنے میں میری مدد کی۔ میں اپنے بستر پر تھی اور مسٹر لائیڈ۔۔جو ایک ڈاکٹر تھا۔۔مجھ سے مخاطب تھا۔وہ مجھے بتا رہا تھا کہ میں جلد ہی ٹھیک ہو جاوں گی۔جب تک وہ میرے ساتھ تھا میں اپنے آپ کو محفوظ سمجھ رہی تھی۔بسی بھی یہ پوچھنے کے لیے آئی کہ آیا مجھے کسی چیز کی ضرورت تو نہیں۔یہ شرافت دیکھ کر مجھے حیرت ہوئی۔پہلے کسی نے میرے ساتھ ایسا اچھا برتاو نہیں کیا تھا۔

اگلے روز مجھے بستر سے اٹھنے کی اجازت مل گئی۔مجھے تھکاوٹ اور پریشانی کا احساس ہو رہا تھا۔مجھے کوئی علم نہیں تھا کہ اب کیا ہونے والا ہے۔بسی ابھی تک رحم دلی کا مظاہرہ کر کے مجھے گانا سنا رہی تھی لیکن وہ نغمہ حزن سے بھرا ہوا تھا جسے سن کر مجھے رونا آیا۔جب ڈاکٹر دوبارہ آیا تو اس نے دیکھا کہ میں رو رہی تھی۔''کیا تمہیں گیٹس ہیڈ ہال پسند ہے؟'' بسی کے جانے کے بعد اس نے پوچھا۔

''مجھے اس جگہ سے سخت نفرت ہے۔کاش میں یہاں سے نکل سکوں۔'' میں نے کہا۔

''کیاتم سکول جاناپسند کروگی؟'' اس نے پوچھا۔

میں سکول کے بارے میں بہت کم جانتی تھی،لیکن مجھے یہ معلوم تھا کہ وہاں لڑکیاں گانا بجانا اورڈرائنگ کرناسیکھتی ہیں اورمیرے خیال میں مجھے بھی یہ پسندآجائے گا۔کوئی بھی جگہ گیٹس ہیڈہال سے بہرحال بہتر ہوگی۔

''ہاں میں یہ پسند کروں گی۔''میں نے کہا۔

عین اس لمحے میں نے باہر بجری پر تانگہ چلنے کی آوازسنی اورمسٹرلائڈ یہ کہہ کر وہاں سے چل دیا کہ وہ مسز ریڈ سے بات کرلے گا۔

اس دن میرے ساتھ سکول کے متعلق کسی نے کوئی بات نہیں کی لیکن میں نے بِسی اورمس ایبٹ کو بچوں کے کمرے میں باتیں کرتے سنا۔ان کے خیال میں میں سوچکی تھی۔

''جین آئر سے چھٹکاراپاکرمسز ریڈ بہت خوش ہوگی۔''مس ایبٹ نے کہا۔

''یہ بچی ہمیشہ کوئی سازشی منصوبہ بناتی دکھائی دیتی ہے۔''

''وہ یہاں کیوں رہ رہی ہے؟''بِسی نے پوچھا۔میں نے غورسے سننا شروع کیا۔کبھی کسی نے مجھے یہ بات نہیں بتائی تھی۔

''اس کی ماں مسز ریڈ کی بہن تھی۔'' مس ایبٹ نے کہا۔''اس نے ایک قلاش نائب پادری سے شادی کی۔اس کے باپ نے غصہ میں آکراس سے

رشتے ناطےتوڑ دیے۔پھر وہ دونوں وہاں چلے گئے جہاں غریب لوگ کام کرتے ہیں،۔انھیں میعادی بخار ہوا اور مرگئے۔اس وقت مِس جین شیرخوار بچی تھی۔اس وجہ سےاسے یہاں بھیجا گیا۔''

''بچاری جین!''بِسی نے آہ بھرکرکہا۔

''ہاں،اگر وہ مِس جارجیانہ کی طرح ننھی حسینہ ہوتی تب اس کے حال پر افسوس ہوتا۔''مس ایبٹ نے کہا۔'' چلورات کا کھانا تیار ہے۔''

=========

مسٹر بروکل ہرسٹ

مجھے امید تھی کہ مجھے فوری طور پر سکول بھیج دیا جائے گا لیکن مہینوں تک کچھ بھی نہیں بدلا سوائے اس کے کہ مسز ریڈ نے مجھے اپنے بچوں سے پہلے سے زیادہ الگ تھلگ رکھا۔ مجھے اکیلے سونا پڑتا اور کھانا بھی الگ کھانا پڑتا۔ جب وہ ڈرائنگ روم میں ہوتے تو مجھے بچوں کے کمرے میں رہنا پڑتا۔ انھیں بتایا گیا ہوگا کہ مجھ سے نہ ملیں۔۔۔ اور یقیناً انھوں نے ایسا ہی کیا۔ کرسمس کے دوران مجھے تمام تقریبات سے دور اور تحائف سے محروم رکھا گیا لیکن میں نے برا نہیں منایا۔ کم از کم میں اپنے کزنز سے دور تھی۔

جنوری کی ایک صبح بسی نے مجھے اچھی طرح نہلایا، میرے بال بنائے اور مجھے چچی ریڈ کے پاس بھیج دیا۔ وہ ناشتے کے کمرے میں آگ کے قریب بیٹھی تھی اور سیاہ لباس میں ملبوس ایک شخص اس کے پاس بیٹھا تھا جو اپنی بلند قامت، سیاہ لباس اور سخت چہرے سے پتھر کا ایک سیاہ ستون نظر آتا تھا۔

میری چچی اسے مسٹر بروکل ہرسٹ کہہ کر مخاطب کرتی تھی۔

''مسٹر بروکل ہرسٹ، یہ جین آئر ہے۔'' اس نے کہا۔ ''میں چاہتی ہوں کہ یہ تمہارے سکول میں داخل ہو جو لووڈ میں ہے۔''

''جین آئر! یہاں آو۔'' اس نے بھاری آواز میں حکم دیا اور جھاڑی نما گھنی

بھنووں سے مجھے دیکھا۔ ''کیا تم اپنی دعائیں پڑھتی ہو؟''۔

''جی جناب''۔

''کیا تمہیں بائبل پڑھنا اچھا لگتا ہے؟''

''اس کا کچھ حصہ جناب''۔

''صرف کچھ حصہ؟۔ کتنی بری بات ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تمہارے دل میں شیطان کا بسیرا ہے۔ تمہیں خدا سے دعا مانگنی چاہیے کہ اسے لے کر تمہیں ایک نیا اور صاف دل عطا کریں۔''

میں یہ پوچھنا چاہتی تھی کہ یہ عمل کیسے کیا جاتا ہے لیکن مسز ریڈ نے بولنا شروع کیا۔

''مسٹر بروکل ہرسٹ! میں تمہیں جین کی نہایت بری عادت کے بارے میں پہلے سے بتا دیتی ہوں۔ یہ جھوٹ بولتی ہے۔ تمہیں اس کے ساتھ نہایت سختی کرنی پڑے گی۔''

ایسا لگتا تھا کہ میرے جانے سے پہلے ہی وہ میرے لیے سکول میں مشکلات پیدا کرنا چاہتی تھی۔ لیکن میں کیا کرسکتی تھی؟، کچھ بھی نہیں۔''

''میں چاہتی ہوں کہ اسے سودمند بننے اور عاجزی کرنے کی تعلیم دی جائے'' مسز ریڈ نے بات جاری رکھی۔ ''جہاں تک چھٹیوں کا تعلق ہے تو اسے ساری

چھٹیاں لووڈ میں ہی گزارنی ہوں گی۔''

''بالکل مسز ریڈ۔ وہ یقیناً عاجزی سے رہنا سیکھ جائے گی۔۔اسی لیے تو ہم لووڈ میں تمام دنیاوی غرور کو ختم کرنے پر خاص توجہ دیتے ہیں۔'' مسٹر بروکل ہرسٹ نے کہا۔ ''میں مس ٹمپل کو ایک خط لکھ کر بتانا چاہتا ہوں کہ اسے ایک نئی طالبہ کی آمد کے لیے تیار رہنا چاہیے۔''

وہ چلا گیا۔ مجھے معلوم تھا کہ مجھے بھی اس کے ساتھ جانا ہے، لیکن مجھے وہ باتیں یاد آ گئیں جو مسز ریڈ نے اسے میرے متعلق بتائی تھیں۔ مجھے بھی منہ کھولنا ہوگا۔

''میں جھوٹ نہیں بولتی''۔ میں اچانک پھٹ پڑی۔ ''اگر میں ایسا کرتی تو میں تم سے کہتی کہ مجھے تم پسند ہو، لیکن ایسا نہیں ہے۔ بڑی ہو کر میں تم سے کبھی ملنے نہیں آوں گی۔ اگر مجھ سے کوئی تمہارے متعلق پوچھے گا تو میں انھیں بتاوں گی کہ تم میرے ساتھ کیسا برا اور ناروا سلوک کرتی تھی۔ جلدی سے مجھے سکول بھیج دو، کیونکہ مجھے یہاں رہنے سے نفرت ہو گئی ہے۔''

''یقیناً میں ایسا ہی کروں گی۔'' مسز ریڈ نے آہستہ سے کہا اور پھر وہ اٹھ کر چلی گئی۔

گیٹس ہیڈ ہال میں میرے آخری دنوں کے دوران بسی غیر معمولی طور پر مجھ

سے شفقت و مہربانی سے پیش آ رہی تھی۔ آخری دن ۔۔۔جب اس نے سامان باندھنے میں میری مدد کی۔۔۔میری زندگی کے خوشگوار دنوں میں سے ایک تھا۔



لووڈ

میں چھ بجے کی گاڑی میں گیٹس ہیڈ ہال سے روانہ ہوئی۔ جانے سے پہلے میں آخری بار بسی سے گلے ملی۔ مجھے وداع کرنے کے لیے کوئی اور موجود نہیں تھا۔

ہم نے سارا دن سفر میں گزارا اور پھر رات ہوگئی۔ آخر گاڑی بارش اور اندھیرے میں رک گئی۔ یہی وجہ ہے کہ میں لووڈ کا بہت کم حصہ دیکھ سکی۔ ایک نوجوان ۔۔ جو وہاں مدرس تھا ۔۔ مجھے ملنے آیا اور مجھے برآمدوں سے تیز تیز گزارتا ہوا ایک طویل وعریض کمرے میں پہنچایا جو لڑکیوں سے بھرا پڑا تھا۔

ان سب نے بہت سادہ بھورے لباس اور اونی جرابیں پہنی تھیں اور ان کے بالوں میں پیچھے کی طرف سختی سے کنگھی کی گئی تھی۔ ان میں سب سے چھوٹی نو اور سب سے بڑی بیس سال کی تھیں۔ استانی مس ملر کمرے کے آخری حصے میں اپنی نشست پر بیٹھ گئی۔

''مانیٹرو! کتابیں اکھٹی کروں اور رات کے کھانے کے خوان لاو۔'' اس نے کہا۔

چار طویل قامت لڑکیاں کتابیں ہٹا کر رات کا کھانا لے آئیں۔ کھانا پانی کے ایک مشترکہ جگ اور بسکٹ کے چھوٹے ٹکڑوں پر مشتمل تھا۔ میں اتنی سہمی

ہوئی تھی کہ یہ بھی نہ کھا سکی۔ پھر ہم سب ایک طویل کمرے میں جا کر لیٹ گئیں۔ ایک بستر دو لڑکیوں کے لیے مختص تھا۔

ابھی صبح کی روشنی نہیں پھیلی تھی اور سخت سردی تھی کہ ہمیں اٹھ کر یخ برفیلے پانی سے منہ ہاتھ دھو کر سیڑھیوں پر نیچے عبادت کے لیے جانا پڑا۔ یہ عمل ایک گھنٹہ جاری رہا۔ گزشتہ روز بہت کم کھانا کھانے کی وجہ سے میں بھوک کے مارے بے حال تھی۔ پھر ہمیں ناشتا کرنے کے کمرے میں بھیجا گیا۔

ناشتے کی ناخوشگوار بو نے مجھے مایوس کر دیا۔ لڑکیوں نے ناپسندیدگی سے ناک سکیڑ لیے۔

''دلیہ پھر جلا ہوا ہے''، کسی نے سرگوشی کی۔ یہ بہت بدذائقہ تھا اور مجھ جیسی لڑکی بھی ۔۔۔ جو بھوک سے نڈھال تھی ۔۔۔ کچھ نہ کھا سکی۔ ہم خالی پیٹ ہی پڑھنے چلی گئیں۔

ہم سب ایک بڑے کمرہ جماعت میں تھیں۔ سب لڑکیاں کھڑی ہوگئیں اور میں استادوں کو دیکھتی رہی ۔۔۔ ایک موٹا شخص، ایک سیاہ فام غمگین آدمی، ایک غیر ملکی خاتون اور مس ملر۔ ہیڈ ماسٹر کمرے میں داخل ہو رہی تھی۔

مجھے معلوم ہوا کہ اس کا نام مس ٹمپل تھا۔ اس کا قد دراز، رنگت پیلی اور بال کالے تھے۔ چند منٹ تک اس نے ہم پر سنجیدگی اور خاموشی سے نگاہ ڈال کر

جائزہ لیا۔ مجھے اس کی آنکھوں میں مہربانی اور ظاہری شکل وصورت میں ایک خاص شان نظر آئی۔

اس نے صبح بڑی لڑکیوں کو پڑھایا اور بارہ بجے اس نے کھڑے ہو کر سکول سے خطاب کیا۔

''آج صبح تمہارا ناشتہ ایسا تھا جو تم نہ کھا سکیں۔ تم بہت بھوکی ہوں گی۔ میں نے تم سب کے لیے روٹی اور پنیر کا حکم دیا ہے۔'' اس نے کہا۔

دوسرے مدرس صدمے میں دکھائی دے رہے تھے لیکن ہماری خوشی دیدنی تھی۔ کھانا کھانے کے بعد ہمیں باغ میں بھیجا گیا۔

خون جما دینے والی سردی تھی اور ہر چیز دھند میں چھپی تھی۔ زمین گیلی تھی اور ہمارے پتلے لباس اور چغے ہمیں گرم رکھنے کے لیے کافی نہیں تھے۔ سردی، بھوک اور تنہائی سے بیزار ہو کر میں نے باغ پر ایک نظر ڈالی اور یہاں اپنے مستقبل کے بارے میں سوچنے لگی۔

میرے نزدیک کوئی کھانسا۔ میں نے مڑ کر دیکھا کہ ایک لڑکی بنچ پر بیٹھی پڑھ رہی تھی۔ تو یہاں میرے علاوہ کوئی دوسرا بھی ایسا تھا جسے کتابیں پسند تھیں۔ جب اس نے نظریں اٹھائیں تو ہم نے باتیں کرنی شروع کیں۔ میں نے اس سے پوچھا کہ یہ گھر کس کی ملکیت ہے۔

''مسٹر بروکل ہرسٹ کی۔'' اس نے کہا۔ ''ہم سب کے لیے خوراک اور کپڑے وہ خریدتا ہے۔ مس ٹمپل بہت اچھی اور ہوشیار ہے، لیکن سارے فیصلے مسٹر بروکل ہرسٹ ہی کرتا ہے۔''

اس لڑکی کا نام ہیلن برنز تھا اور میری طرح وہ بھی یتیم تھی۔ دوپہر کے کھانے کی گھنٹی بجنے تک میں نے ایک دوست بنا لیا تھا۔

یہ کھانا ناگوار بو والے گوشت شوربے پر مشتمل تھا اور بھوکی ہونے کے باوجود میں نے بہت کم کھایا۔ اس کے بعد کچھ پڑھائی ہوئی اور پھر شام کا کھانا دیا گیا جو چند گھونٹ پانی اور خشک بسکٹ پر مشتمل تھا۔ اس کے بعد سب سونے چلیں۔ یہ تھا لووڈ میں میرا پہلا دن۔



ہیلن

اگلی صبح منہ ہاتھ دھونے کا پانی منجمد تھا۔ دلیہ کھانے کے قابل تھا لیکن اس کی بہت کم مقدار ہر ایک کو دی گئی۔

تمام جماعتیں سکول کے بڑے کمرے میں اکھٹی ہوگئیں اور وہاں مختلف اسباق شروع ہوگئے۔ اگرچہ مجھے سب سے کم عمر والوں کے گروہ میں رکھا گیا تھا پھر بھی میرے لیے پڑھائی مشکل رہی۔ تاہم مجھے خوشی اس وقت ہوئی جب دوپہر میں مجھے کپڑے کا ایک ٹکڑا سینے کے لیے دیا گیا۔

ہیلن برنز دوسرے کلاس میں تھی لیکن میں اس کی استانی مس سکیچرڈ کی آواز سن سکتی تھی جو بار بار اس کا نام لے رہی تھی۔ ''برنز! سر ذرا اوپر اٹھاو، برنز ٹھوڑی ذرا اونچی کرو۔''

جب لڑکیوں کو سوالات کے جوابات دینے پڑے تو مجھے لگا کہ صرف ہیلن ہی ایسی لڑکی تھی جو سبق سمجھ چکی تھی، پھر بھی مس سکیچرڈ اسے ڈانٹ رہی تھی۔ '' گندی مکروہ لڑکی! تم نے کیوں اپنے ناخن صاف نہیں کیے؟''۔

ہیلن کے منہ سے اپنی دفاع میں کبھی ایک لفظ بھی نہیں نکلا۔ پھر مس سکیچرڈ نے اسے لکڑیوں کا ایک گھٹا لانے کو کہا جسے وہ چھڑیاں کہتی تھی۔ اس نے کورنش بجا کر حکم کی تعمیل کی۔ پھر وہ کچھ دیر تک خاموش کھڑی رہی۔ مجھ پر اس

وقت ہیبت طاری ہوئی جب مس سکیچرڈ نے اسی چھڑی سے اس کے گردن پر وار کرنے شروع کیے۔ مارے غصہ کے میری انگلیاں کانپ رہی تھیں اور میں سلائی جاری نہ رکھ سکی۔

اسی شام میں نے ہیلن سے بات کی۔

''مس ہیچرڈ تم پر اتنا ظلم کیوں کرتی ہے؟'' میں نے کہا۔

''وہ ظلم نہیں کرتی'' اس نے سادگی سے کہا۔ ''وہ میری اصلاح کی کوشش کر رہی ہے۔''

''اگر اس نے مجھے اس چھڑی سے مارا تو میں اسے پکڑ کر اس کے سامنے ہی توڑ دوں گی۔'' میں نے کہا۔

''اگر تم نے ایسا کیا تو تمہارا نام خارج کر کے تمہیں یہاں سے نکال دیا جائے گا۔ اچھا یہ ہے کہ سب کچھ صبر سے برداشت کیے جاو۔ میں گندی اور غیر محتاط ہوں۔۔ جیسا وہ کہتی ہے۔۔ اس لیے میرا خیال ہے کہ میں اس سزا کی حقدار ہوں۔ مزید برآں بائبل میں آیا ہے کہ ہمیں اپنے دشمنوں سے محبت کرنی چاہیے اور ان لوگوں سے بھی اچھا سلوک کرنا چاہیے جو ہم سے نفرت کرتے ہیں۔''

'' اگر میں ایسا کرتی تو مجھے اپنے پھوپھی زاد جان اور چچی ریڈ سے محبت کرنی

پڑتی''میں نے کہا۔''اور یہ بالکل ناممکن ہے''۔میں نے اسے گیٹس ہیڈ ہال کے متعلق سب کچھ بتا دیا۔اس نے کہا:

''یہ بات بالکل بجا ہے کہ اس نے تم پر بہت ظلم کیے ہیں لیکن دل میں غصے کی پرورش سے تو تمہیں کوئی خوشی نہیں ملی۔زندگی بہت مختصر ہے، جین! دنیا کی زندگی عارضی ہے جبکہ بہشت کی زندگی ابدی ہے۔ مجھے اس چیز کا شدت سے انتظار ہے جین! بہشت کا۔''

اس کے بعد وہ خاموش ہو کر سوچ میں ڈوب گئی حتیٰ کہ ایک بدمزاج مانیٹر نے آ کر اسے دراز صاف کرنے کا حکم دیا۔اس نے خاموشی سے اس حکم کی فوری تعمیل کی۔



رسوائی

موسم سرما طویل اور سخت تھا۔ہمیں روزانی ایک گھنٹہ باہر گزارنا پڑتا اور اتوار کے دن شدید سرد آندھی میں دو میل پیدل چل کر چرچ جانا پڑتا اور وہاں سے واپس آنا ہوتا۔ ہمارے پاس نہ تو دستانے تھے اور نہ ہی بوٹ۔ ہمارے جوتے بہت پتلے تھے جن میں برف اندر آ جاتی اور ہماری انگلیاں اور پنجے سن ہو جاتے۔ بڑی عمر کی لڑکیاں سکول کے کمرے میں روشن آگ کے گرد اکھٹی ہو جاتیں اور ہم کم عمر لڑکیاں سردی سے ٹھٹھرتی رہ جاتیں۔ وہ ہم سے کھانے پینے کی چیزیں بھی چھین لیتیں۔

ایک روز دوپہر کے وقت حساب کا کلاس جاری تھا کہ تمام لڑکیاں اور استانیاں اچانک کھڑی ہو گئیں۔ میں نے بھی ایسا ہی کیا اور سر اونچا کر کے مسٹر بروکل ہرسٹ کو دیکھا۔

مجھے اس کے آنے سے ڈر لگتا تھا۔اس نے وہ سب کچھ مان لیا تھا جو مسز ریڈ نے اسے میرے متعلق بتا دیا تھا۔ میں کیسے برداشت کرتی اگر وہ مس ٹمپل کو میرے برے کردار سے آگاہ کرتا؟۔ میں نے سلیٹ پر اپنا سر جھکا لیا اور مجھے امید تھی کہ وہ مجھے دیکھ نہیں پائے گا۔اس وقت اس نے ذرا غصے میں مس ٹمپل سے کہا، ''میں خرچ کے حساب کتاب سے خوش نہیں ہوں''، میں نے

اس کی بات سنی۔ ''اس سال دو مرتبہ لڑکیوں کو اضافی روٹیاں اور پنیر دیا گیا۔ایسا کرنے کی کیا ضرورت پیش آئی تھی؟''۔

''ان کا ناشتہ اتنا جلا ہوا تھا کہ کھانے کے قابل نہ تھا۔''اس نے جواب دیا۔'' انھیں سارا دن بھوکا نہیں رکھا جا سکتا۔''

''انھیں ناز و نعم سے رکھنے کی ضرورت نہیں۔وہ یہاں اس لیے ہیں کہ انھیں صبر اور نفس کشی سکھائی جائے اور انھیں مایوسیوں کے ساتھ زندگی گزارنے کا ڈھنگ سیکھنا ہوگا۔اگر تم ان کے جسموں کو اچھی غذا دو گی تو ان کے روح فاقوں سے مر جائیں گے۔''

مس ٹمپل کا چہرہ سفید پڑ گیا۔اس کے ہونٹ سختی سے بھنچے تھے۔مسٹر بروکل ہرسٹ گھوما۔اس نے دونوں ہاتھ پیچھے باندھ لیے تھے۔اس نے کلاس پر ایک نظر ڈالی۔

''یہاں گھنگھریالے بالوں والی ایک لڑکی ہے''،اس نے اچانک کہا۔

''اس کے بال قدرتی طور پر گھنگھریالے ہیں۔''مس ٹمپل نے کہا۔

''قدرت! ہمارا قدرت سے کوئی لینا دینا نہیں۔کیا ہم چاہتے ہیں کہ یہ لڑکیاں خودسر بن جائیں؟۔ان تمام لڑکیوں کو اپنے بال کاٹنے چاہیے۔میں کل ہی ایک نائی بھیجتا ہوں۔''

اسی دوران اس کی بیوی اور بیٹیاں آ پہنچیں۔میرے خیال میں وہ ان میں سے کسی کے خودسر بننے کے بارے میں متفکر نہیں تھا کیونکہ ان سب نے ریشمی گاون اور پشم دار لباس زیب تن کیے تھے اور ان کے بال گھنگھریالے تھے۔اب بھی نظر نہ آنے کی امید پر میں نے اپنا سر نیچے رکھا لیکن سلیٹ اچانک میرے ہاتھوں سے پھسل کر زوردار آواز کے ساتھ زمین پر گر پڑی۔

''بے پرواہ لڑکی!''مسٹر بروکل ہرسٹ نے کہا۔''یہ تو نئی لڑکی ہے!۔میں اس کے متعلق تم سے کچھ کہنا چاہوں گا۔بچی! ذرا آگے بڑھو۔''

دہشت کے مارے میں اپنی جگہ سے ہل نہ سکی۔دو بڑی لڑکیاں مجھے گھسیٹتی ہوئی کلاس کے سامنے لے گئیں۔مسٹر بروکل ہرسٹ کے حکم پر انھوں نے مجھے ایک بڑے سٹول پر کھڑا کیا۔

''کیا تم اس لڑکی کو دیکھ رہے ہو؟''اس نے کہا۔یقیناً وہ سب دیکھ رہی تھیں۔پورے سکول کی نظریں مجھ پر مرکوز تھیں۔''وہ کم عمر ہے اور ابھی اس کا بچپنا ہے لیکن اس عمر میں وہ شیطان کی تابع ہو چکی ہے۔میں ابھی سے تم سب کو خبردار کر رہا ہوں۔استانیو! اس کی کڑی نگرانی کرو اور خوب سزا دو۔یہ لڑکی۔۔۔جھوٹی۔۔۔ہے۔اس نے اس فیاض خاتون سے بھی جھوٹ بولا جس نے اسے پالا پوسا۔''

یہ کہہ کر بروکل ہرسٹ بیوی بچوں سمیت وہاں سے چلنے لگا۔دروازے سے مڑ کراس نے کہا'' وہ وہاں آدھے گھنٹے تک رہے گی اور سارا دن کوئی بھی اس سے بات نہیں کرے گا۔''

سکول کے سامنے بلند مقام پر کھڑے ہوکر مجھے کتنی شرمندگی اٹھانی پڑی،اس بیان کے لیے میرے پاس الفاظ نہیں۔میرے اعصاب جواب دے گئے۔ میں بے ہوش ہونے کے قریب تھی کہ ہیلن برنز میرے نزدیک آگئی۔اس نے نظریں اٹھالیں اور میں نے وہ مسکراہٹ دیکھ لی جس میں حقیقی رحمدلی اور مفاہمت موجود تھی۔اس سے مجھے حوصلہ ملا۔



مس ٹمپل

جب میرا آدھا گھنٹہ ختم ہونے کو آیا تو سارا سکول چائے کے لیے جا چکا تھا۔میں ایک کونے میں جا کر رونے لگی۔

میں نے تو ابھی ابھی لووڈ میں اچھا آغاز کیا تھا اور اس دن مس ٹمپل نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ مجھے ڈرائینگ اور فرانسیسی سکھائے گی۔اب تو میں جیسے کچل چکی تھی۔ مجھے یقین تھا کہ آج کے بعد میں کبھی خوش نہ رہ سکوں گی۔کاش میں مر جاتی۔

کوئی اندر آ رہا تھا۔یہ ہیلن تھی جو میری روٹی اور کافی لا رہی تھی۔لیکن میں اتنا زیادہ رو رہی تھی کہ کھانا میرے لیے مشکل تھا۔

''وہ سب مجھ سے نفرت کرتے ہیں''میں نے سسکی لیتے ہوئے کہا۔

''بالکل نہیں!''اس نے کہا۔''کوئی بھی مسٹر بروکل ہرسٹ کو پسند نہیں کرتا۔اگر وہ تم سے میٹھی میٹھی باتیں کرتا تو پھر سب تمہارے خلاف ہو جاتے۔مزید یہ کہ اگر ساری دنیا تم سے نفرت کرتی ہو اور تمہیں معلوم ہو کہ تم بے قصور ہو تو اس نفرت کی کیا اہمیت رہ جاتی ہے۔''

پھر اس نے اس بری طرح کھانسنا شروع کیا کہ مزید کچھ نہ کہہ سکی۔

مس ٹمپل بھی وہاں آ کر ہمارے ساتھ بیٹھ گئی۔

’’کیا تمہارا رونا دھونا ختم ہو چکا؟‘‘ اس نے پوچھا۔

’’ہاں، لیکن اب سب مجھے جھوٹا سمجھیں گے۔‘‘ میں نے کہا۔

’’ہم تو تمہیں ویسا سمجھیں گے جیسا تم اپنے عمل سے ظاہر کرو گی۔‘‘ اس نے شفقت سے کہا۔ ’’چلو میرے کمرے میں چل کر تمہاری کہانی سنتے ہیں۔‘‘

مس ٹمپل کے کمرے میں پہنچ کر میں نے اسے گیٹس ہیڈ ہال کے متعلق بتایا۔

جب میں نے اپنے ڈاکٹر کا ذکر کیا تو اس نے سر کو جنبش دی۔

’’میں اس کو جانتی ہوں۔ میں اس کو ایک خط لکھ دوں گی۔ اگر وہ تمہاری کہانی سے متفق ہوتا ہے تو سارے سکول کو بتا دیا جائے گا کہ تم بے قصور ہو۔ مجھے تمہاری بات پر یقین ہے۔‘‘

پھر اس نے میرے گرد ہاتھ ڈال کر ہیلن سے اس کی کھانسی کے متعلق دریافت کیا اور پوچھا کہ اسے درد تو نہیں ہو رہا۔ اس نے ہیلن کی نبض دیکھی اور فکر مند دکھائی دینے لگی۔ پھر اس نے مسکرا کر ایک گھنٹی بجائی اور اپنی خادمہ کو چائے لانے کا حکم دے دیا۔

یہ سب کچھ کتنا پیارا لگ رہا تھا۔ ہم نے چائنہ کے برتن میں چائے کے ساتھ ٹوسٹ کھائے اور پھر وہ ہمارے لیے ایک کیک نکال کر لے آئیں۔

جب وہاں سے جانے کا وقت آ پہنچا تو میں نے دیکھا کہ وہ ہیلن کی طرف

بہت افسردہ نظروں سے دیکھ رہی تھی اور اس کے گال پر آنسو کا ایک قطرہ چمک رہا تھا۔

ہم نے سیدھا سونے کے کمرے کا رخ کیا جہاں مس سکیچرڈ ہرلڑکی کے دراز کا معائنہ کر رہی تھی۔ ہیلن کو سخت جھاڑ پڑی کیونکہ اس کی چیزیں بے ترتیب پڑی تھیں۔

ایک ہفتہ بعد مس ٹمپل کو ڈاکٹر کا خط ملا جس میں اس نے گیٹس ہیڈ کے واقعات کے بارے میں میرے بیان کی تائید کی تھی۔ پورے سکول کے سامنے اس نے میری بے گناہی کا اعلان کیا اور واضح کیا کہ مسٹر بروکل ہرسٹ کے الزامات بے بنیاد تھے۔

میں نے نئی شروعات کی۔ میں نے سخت محنت کی اور فرانسیسی و ڈرائینگ کا مطالعہ شروع کیا جو مجھے بہت پسند تھے۔ لووڈ قابلِ برداشت ہوتا جا رہا تھا۔



بخار

موسم بہار کی آمد کے ساتھ موسم مہربان ہوگیا۔ باغ میں پھول کھل اٹھے اور جنگل سبز پتوں سے آراستہ ہوگئے۔لیکن گرم موسم اپنے ساتھ بیماریاں بھی لے آیا۔لووڈ میں میعادی بخار نے پنجے گاڑ لیے۔غذائی قلت کا شکار ہونے کے باعث آدھی لڑکیاں بیمار پڑگئیں۔

وہ جو گھر جاسکتی تھیں انھیں روانہ کیا گیا اگرچہ ان میں سے کچھ پہلے ہی سے مررہی تھیں۔کئی سکول میں مرگئیں۔اساتذہ کے پاس پڑھانے کے لیے وقت نہیں تھا اور مسٹر بروکل ہرسٹ بھی سکول سے دور رہا۔ہم میں جو ٹھیک تھیں ان کو بے پناہ آزادی حاصل تھی۔کھانا بھی بسیار تھا اور جب ہم چاہتیں تو دوپہر کا کھانا اپنے ساتھ جنگل میں لے جاسکتی تھیں۔

لیکن ہیلن کہاں تھی؟۔میں بمشکل اس کو دیکھ سکتی تھی کیونکہ اس کو ہم سب سے علیحدہ رکھا گیا تھا۔اسے معیادی بخار نہیں تھا بلکہ وہ تپ دق کی وجہ سے بستر پر پڑی تھی اور بہت کم مس ٹمپل کے کمرے سے نکلتی تھی۔میں تپ دق کے بارے میں یقینی طور پر کچھ نہیں جانتی تھی لیکن میرا خیال تھا کہ یہ کوئی خطرناک چیز نہیں۔

ایک شام جب میں جنگل سے ذرا دیر سے لوٹی تو لووڈ پہنچ کر مجھے ندامت کا

احساس ہوا۔میں جون کی گرم شام میں جنگل سے لطف اندوز ہورہی تھی جبکہ ہیلن بیماری کی حالت میں سب علیحدہ پڑی تھی۔جب میں سامنے والے دروازے پر پہنچی تو سکول کی نرس ڈاکٹر کو رخصت کررہی تھی۔میں دوڑ کر اس کے پاس پہنچی۔

''ہیلن کیسی ہے؟''میں نے پوچھا۔

''بہت خراب۔''اس نے جواب دیا۔''شاید وہ زیادہ عرصہ یہاں نہ رہ سکے۔''

پہلی دفعہ میں سمجھ گئی کہ ہیلن مررہی تھی۔پہلے مجھ پر دہشت اور غم کی کیفیت طاری ہوگئی اور پھر میرے دل میں ہیلن کو دیکھنے کی شدید خواہش پیدا ہوئی۔لیکن نرس نے مجھے اجازت نہیں دی۔میں بستر پر لیٹ گئی لیکن نیند کوسوں دور تھی۔

جب مکمل خاموشی ہوئی تو میں پنجوں کے بل چلتی ہوئی مس ٹمپل کے کمرے میں داخل ہوئی۔وہاں ایک چھوٹے بستر پر ہیلن پڑی تھی۔اس کا چہرہ زرد اور بدن کمزور تھا لیکن وہ بہت پرسکون نظر آرہی تھی اور میں نے سوچا کہ ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے۔جب میں نے اس کا ہاتھ پکڑا تو وہ بہت ٹھنڈا تھا لیکن وہ مسکرائی اور مجھے یہ یقین ہوگیا کہ وہ مرنے والی نہیں۔

''جین! تم الوداع کہنے بالکل وقت پر آ گئی۔'' اس نے کہا۔

''کیا تم گھر جا رہی ہو؟'' میں نے پوچھا۔

''اپنے آخری گھر'' اس نے جواب دیا۔

''نہیں! نہیں!'' میں چیخی لیکن ہیلن پر کھانسی کا شدید دورہ پڑا۔

جب وہ دوبارہ بات کرنے کے قابل ہوئی تو اس نے کہا، ''جین! تمہارے چھوٹے پیر ننگے ہیں۔ میرے قریب آ کر گرم ہو جاو۔''

میں لحاف میں اس کے قریب بیٹھ گئی۔ طویل خاموشی کے بعد اس نے سرگوشی کی۔ ''پریشان مت ہو۔ ہم سب کو ایک دن مرنا ہے۔ شاید میں نے دنیا میں خوشی کا منہ نہیں دیکھا اس لیے جوانی میں مرنا میرے لیے بہت بہتر ہے۔ میں خدا کے پاس جا رہی ہوں جو بہت اچھا ہے اور مجھ سے محبت کرتا ہے۔''

''ہیلن! کیا واقعی تمہیں اس بات کا یقین ہے؟۔'' میں نے کہا۔ ''کیا مرنے کے بعد میں تم سے مل سکوں گی؟۔''

''ہاں تم ضرور ایسا کرو گی جین، اس میں کوئی شک نہیں۔'' اس نے کہا۔

میں اس سے چمٹ گئی۔ میرا چہرہ اس کے گردن سے لگا تھا۔ میں اسے اپنے پاس رکھنا چاہتی تھی۔

''اب مجھے سکون ملا'' اس نے کہا۔ ''میرے خیال میں اب میں سو سکتی ہوں۔ جین! میرے پاس رہو۔''

''مجھے یہاں سے کوئی نہیں ہٹا سکتا۔'' میں نے کہا۔ ''شب بخیر! ہیلن۔''

''شب بخیر، جین!'' اس نے مجھے چومتے ہوئے کہا اور ہم دونوں سو گئیں۔

صبح جب میری آنکھ کھلی تو میں کسی کے ہاتھوں میں تھی۔ نرس مجھے اپنے بستر کی طرف لے جا رہی تھی۔

بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ مس ٹمپل جب اپنے کمرے میں آئی تو اس نے مجھے ہیلن کے بستر پر سوتے دیکھ لیا۔ ہیلن میرے ساتھ مردہ پڑی تھی۔



لووڈ سے رخصتی

معیادی بخار تو کچھ عرصہ بعد ختم ہوگیا لیکن سکول میں اس سے ہونے والی ہلاکتوں کی خبر پھیل چکی تھی۔ تحقیقات کی گئیں تو لووڈ میں بدترین کپڑوں، خراب خوراک اور برے حالات کے حقائق سامنے آئے۔ مسٹر بروکل ہرسٹ کی خوب رسوائی ہوئی۔ لووڈ کا انتظام رحم دل اور اچھے لوگوں کے حوالہ کیا گیا۔ وہاں خوراک اور لباس میں بہت بہتری آئی۔ وہاں میں مزید آٹھ برس تک رہی۔۔۔ چھ برس بطور طالب علم اور دو برس بطورِ استانی۔

میں بڑی ہوگئی تو میں میرا بدن کمزور، چہرہ پیلا اور ظاہر سادہ تھا لیکن میں علم کے دولت سے مالا مال تھی۔

مس ٹمپل میرے لیے ایک دوست، ماں اور استانی تھی۔ جب میں اٹھارہ برس کی ہوئی تو اس نے شادی کر لی اور لووڈ سے رخصت ہوگئی۔ یہ تبدیلی کا وقت تھا۔ میں اس بات سے بے چین تھی کہ مجھے سکول اور گیٹس ہیڈ ہال کے علاوہ باہر کی دنیا کا کوئی علم نہیں تھا۔ میں آزادی چاہتی تھی۔

میں نے اخبار میں ایک اشتہار دیا:

نوجوان استانی کو کام کی تلاش ہے۔ فرانسیسی، ڈرائنگ اور موسیقی کی تعلیم دے سکتی ہے۔

مسز فیئر فیکس کی طرف سے جواب موصول ہوا جو ساٹھ میل دور تھارن فیلڈ ہال میں رہتی تھی۔ اس کو ایک چھوٹی بچی کے لیے استانی کی ضرورت تھی اور تنخواہ بھی سکول میں ملنے والی تنخواہ سے دوگنی تھی۔

سکول انتظامیہ نے مجھے تعریفی خط دیا لیکن میں مسز ریڈ کی اجازت کے بغیر سکول نہیں چھوڑ سکتی تھی کیونکہ وہ ابھی تک میری سرپرست تھی۔ انھوں نے اسے خط لکھا اور اس نے جواب دیا کہ ''جین آئر جو کرنا چاہتی ہے کریں۔ مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں۔''

اب مجھے جانے کی آزادی تھی۔

مجھے اس وقت بڑی حیرت ہوئی جب لووڈ میں میری آخری رات تھی اور مجھ سے کوئی ملنے آیا۔ اس وقت میں اپنا سامان باندھ رہی تھی۔ میری چچی کی نوکرانی بسی میرے رخصت ہونے سے پہلے مجھ سے ملنے آئی تھی۔ اب اس نے کوچوان سے شادی کی تھی اور اس موقع پر اپنے چھوٹے بیٹے بوبی کو بھی ساتھ لائی تھی۔ مجھے خوش دیکھ کر اور میری بنائی ہوئی ڈرائنگ دیکھ کر اسے بہت خوشی ہوئی۔ اس نے مجھ سے پیانو بجانے کے لیے کہا اور اس کا اصرار تھا کہ میں اپنے پھوپھی زادوں سے بہتر بجا لیتی ہوں۔

''وہ کیسے ہیں؟'' میں نے پوچھا۔

''وہ ٹھیک ہیں لیکن ہمیشہ ایک دوسرے سے لڑتی جھگڑتی رہتی ہیں۔ مسز ریڈ کی صحت اچھی ہے لیکن مسٹر جان کی وجہ سے پریشان رہتی ہے۔ اسے کالج سے نکال دیا گیا تھا اور وہ بہت زیادہ روپیہ ضائع کرتا ہے۔ اور کیا تمہیں معلوم ہے کہ ایک شریف آدمی آیا تھا جو تمہارے بارے میں پوچھ رہا تھا؟''

''بِسی! وہ شریف آدمی کون تھا؟''

''تمہارے والد کا بھائی مسٹر آئر۔ اب وہ پردیس میں رہتا ہے اور انگلینڈ دیکھنے آیا تھا۔ جب مسز ریڈ نے اسے بتایا کہ تم سکول گئی ہو تو اسے بہت مایوسی ہوئی کیونکہ اس کا سمندری جہاز ایک یا دو دن بعد انگلینڈ سے روانہ ہونے والا تھا اور اس کے پاس تمہیں ڈھونڈنے کا وقت نہیں تھا۔ وہ حقیقی رئیس دکھائی دیتا تھا۔''

بِسی اور بوبی نے وہ رات لووڈ میں گزاری۔ اگلے دن میں اپنی قسمت آزمانے تھارن فیلڈ ہال کی طرف روانہ ہوئی۔



تھارن فیلڈ ہال

نومبر کا سرد دن تھا۔ سولہ گھنٹے سفر کرنے کے بعد میں مِل کاٹ پہنچی جہاں مِل کاٹ کا کوچوان میرا منتظر تھا۔ اس طویل سفر کے دوران میں سوچ رہی تھی کہ مسز فیئر فیکس کس قسم کی خاتون ہوگی۔

ہم اندھیرے میں تھارن فیلڈ پہنچے۔ صرف سامنے والی ایک کھڑکی میں شمع روشن تھی لیکن مجھے ایک روشن اور آرام دہ کمرے میں لے جایا گیا جہاں گرم آگ جل رہی تھی۔ ایک معمر خاتون جس نے کالا ریشمی لباس اور برف کی طرح سفید ایپرن پہن رکھا تھا، مجھ سے ملنے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی۔

''مسز فیئر فیکس؟'' میں نے پوچھا۔

''ہاں، تمہارا اندازہ درست ہے۔ آگ کے قریب بیٹھ جاو، تمہیں ٹھنڈ لگی ہوگی۔'' اس نے ایک نوکرانی کو بلا کر کہا، ''لیا، مس آئر کے لیے رات کا کھانا لے آو اور جان سے کہہ دو کہ ان کا سامان ان کے کمرے میں رکھ دیں۔''

مجھے اپنے آجر سے اتنے دوستانہ رویے کی امید نہیں تھی۔

''کیا میں مس فیئر فیکس سے آج مل سکتی ہوں؟'' میں نے پوچھا۔ میں اس بچی کے بارے میں سوچ رہی تھی جسے میں نے پڑھانا تھا۔

''مس فیئر فیکس؟ اوہ! آپ کا مطلب ہے مس وریزنز۔'' اس نے کہا۔ ''میرا کوئی خاندان نہیں۔تمہاری یہاں آمد پر میں بہت خوش ہوں۔تھارن فیلڈ ہمیشہ سے ایک تنہا مقام تھا لیکن اب ہمارے پاس چھوٹی ایڈل وریزنز ہے،اس کی آیا سوفی ہے اور خود تم ہو۔لیکن تمہیں تھکاوٹ محسوس ہوگی۔آؤ میں تمہیں تمہارا کمرہ دکھادوں۔''

یہ بہت آرام دہ کمرہ تھا جس میں قالین بچھا تھا اور دیواروں پر کاغذ لگا تھا۔ایسا کمرہ مجھے سکول میں میسر نہیں تھا۔میں خود کو محفوظ،مسرور اور شکر گزار سمجھ کر سو گئی۔صبح مسز فیئر فیکس مجھے تھارن فیلڈ دکھانے لے گئی جو ایک رئیس کی حویلی نکلی جس کے ساتھ جنگل اور باغات تھے۔

مجھے معلوم ہوا کہ مسز فیئر فیکس تھارن فیلڈ کی مالکہ نہیں بلکہ منتظمہ ہے۔یہ اس کے ایک دور کے رشتہ دار مسٹر ایڈورڈ فیئر فیکس راچسٹر کی ملکیت تھی جو کہیں دور گیا تھا۔میری شاگرد ایڈل اس کی نگرانی میں تھی۔مسز فیئر فیکس وضاحت کرتے ہوئے بتا رہی تھی کہ ایڈل کا تعلق فرانس سے تھا کہ عین اس وقت ایک خوبصورت،گھنگھریالے بالوں والی بچی صحن میں دوڑتی ہوئی ہم سے ملنے آئی۔یہ میری شاگرد تھی جس کی عمر سات سال تھی۔

''صبح بخیر مس ایڈل'' مسز فیئر فیکس نے کہا۔ ''آؤ، مس آئر سے مل لو۔''

جب مس ایڈل کو معلوم ہوا کہ میں فرانسیسی بول لیتی ہوں تو اس نے بلا رکے مسلسل بولنا شروع کیا۔جب وہ اپنی آیا کے ساتھ کھیلنے چلی گئی تو میں نے مسز فیئر فیکس سے مسٹر روچسٹر کے متعلق دریافت کیا۔

''وہ زیادہ تر تھارن فیلڈ سے باہر ہوتا ہے،لیکن اپنے مزارعوں کے لیے وہ ایک اچھا جاگیردار ہے۔اور سب اس کی بڑی عزت کرتے ہیں۔'' اس نے کہا۔

''کیا تم اسے پسند کرتی ہوں؟'' میں نے پوچھا۔

''وہ ایک اچھا مالک ہے۔۔۔لیکن میں یہ بات کبھی یقین سے نہیں کہہ سکتی کہ آیا وہ کسی بات سے خوش ہوتا ہے یا نہیں،یا آیا وہ سنجیدہ ہے کہ نہیں۔اسے سمجھنا بہت مشکل ہے۔''

یہ وہ تمام باتیں تھیں جو وہ مجھے اس کے بارے میں بتا سکتی تھی۔پھر وہ مجھے مکان کا مزید حصہ دکھانے کے لیے آگے بڑھی۔وہ خوبصورت منظر سے میرا دل بہلانے کے لیے مجھے چھت پر لے گئی۔منڈیر سے میں نے کسی کے ہنسنے کی آواز سنی۔

یہ ہنسی انبساط سے خالی تھی۔یہ بے اختیار،دھیمی اور جذبات سے عاری تھی۔

''یہ کون تھا؟'' میں نے پوچھا۔

"گریس پول۔" مسز فیئر فیکس نے کہا۔ "وہ ایک نوکرانی ہے۔ وہ اوپر کے ایک کمرے میں سلائی کرتی ہے۔"

ایک عورت دکھائی دی۔ وہ مضبوط کاٹھ کی سرخ بالوں والی خاتون تھی جس کی عمر تیس اور چالیس کے درمیان تھی۔ میرا خیال نہیں کہ یہ ہنسی اس کی ہوسکتی تھی۔

"گریس! بہت شور مچا رہی ہو۔" مسز فیئر فیکس نے کہا۔ پھر اسے بھیجنے کے بعد وہ مجھ سے ایڈل کے متعلق گفتگو کرنے لگی۔



گھڑسوار

میرا ارادہ تھا کہ سارا دن ایڈل کو لائبریری میں پڑھاؤں گی لیکن وہ پوری توجہ مرکوز نہ کر پاتی۔ اس لیے میں نے اسے دوپہر میں کھیلنے کی اجازت دی۔ وہ خوش طبع تھی اور اسے پڑھانا بہت خوشگوار عمل تھا۔ مسز فیئر فیکس ایک مہربان اور خاموش طبع خاتون تھی۔ میں اب بھی گریس پول کے کمرے سے آنے والی پاگلوں جیسی ہنسی سنتی۔ سیڑھیوں پر اکثر میری اس سے مڈبھیڑ ہوتی لیکن اس نے ابھی تک کوئی بات نہیں کی تھی۔

جنوری کی ایک سرد دوپہر تھی۔ میں ایک خط پوسٹ کرنے کے لیے دو میل دور "ہے" نامی گاؤں گئی۔ یہ خوبصورت دن تھا اور موسم سرما کے سورج کی روشنی دھندلی پڑ رہی تھی اور رستے برف سے ڈھکے تھے۔ ڈوبتے سورج کا نظارہ دیکھنے کے لیے میں ایک پیڑی پر رک گئی۔ مجھے دور سے گھوڑے کے چلنے کی آواز سنائی دی۔

گلی تنگ اور ٹیڑھی میڑھی تھی اس لیے میں ابھی تک گھوڑے کو نہ دیکھ سکی۔ لیکن میں نے ایک طرف کھڑے ہوکر اس کے گزرنے کا انتظار کیا۔ اچانک اپنے قریب سرسراہٹ سن کر میں چونک اٹھی۔ میرے پاس

سے ایک بہت بڑا سیاہ وسفید کتا گزرا جو دھندلکے میں ایک بھوت کی طرح اچانک نمودار ہوا۔ جب گھوڑا اور سوار دکھائی دیے تو مجھے اطمینان ہوا۔ میں نے آگے بڑھنے کے لیے قدم اٹھائے ہی تھے کہ کھڑکھڑاہٹ کے ساتھ کسی چیز کے گرنے کی آواز آئی۔ گھوڑا اور سوار دونوں چکنی زمین پر پڑے تھے۔

کتا غصے میں بھونکتا ہوا میرے پاس مدد کے لیے آیا۔ سوار کھڑا ہونے کی کوشش کررہا تھا۔

''آپ کو چوٹ تو نہیں آئی، جناب؟'' میں نے پوچھا۔

''ایک طرف کھڑی ہو جاؤ'' وہ بڑبڑایا۔ ''پائلٹ! بیٹھ جاؤ'' اس نے کتے سے کہا۔ وہ مشکل سے لنگڑاتا ہوا پیڑی تک گیا۔ میں نے اسے دوبارہ مدد کی پیشکش کی۔

''بہت شکریہ۔ بس معمولی موچ آئی ہے۔'' اس نے کہا لیکن اس کے لیے چلنا مشکل تھا۔

چاند کی روشنی میں میں نے دیکھا کہ اس کے بال اور خدوخال کالے تھے اور اس کی کاٹھی مضبوط تھی۔ اس کا قد درمیانہ تھا اور اس کی عمر تیس کے عشرے کے درمیان تھی۔ اگر وہ جوان، خوبرو اور دلکش ہوتا تو میں شرما جاتی لیکن اس کا درشت روپ اور انداز دیکھ کر مجھے پریشانی نہ ہوئی۔ اس نے ہاتھ ہلا کر

مجھے جانے کا اشارہ کیا۔

''اس حالت میں آپ کو اکیلا چھوڑنا مناسب نہیں جناب۔'' میں نے کہا۔

''تم کہاں سے آئی ہو؟'' اس نے اچانک پوچھا۔

''تھارن فیلڈ ہال سے۔'' میں نے کہا۔ ''میں وہاں جارہی ہوں۔''

''کیا تم وہاں نوکر ہو؟'' اس نے مجھے سر سے پیروں تک دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''میں اتالیق ہوں۔'' میں نے کہا۔

''آہ! اتالیق۔'' اس نے بڑی تکلیف سے حرکت کرنے کی کوشش کی۔

''مہربانی کرکے میری تھوڑی مدد کیجیے۔''

اس نے میرے کاندھے کا سہارا لیا اور میں اسے گھوڑے کے پاس لے گئی۔ وہ گھوڑے پر سوار ہوا اور میرا شکریہ ادا کرتے ہوئے روانہ ہو گیا۔

ایسی پرسکون زندگی میں یہ ایک پرجوش دوپہر تھی۔ تھارن فیلڈ واپس جا کر مسز فیئر فیکس کے ساتھ رات گزارنے کے خیال سے مجھے اکتاہٹ سی محسوس ہوئی اور میں پاؤں گھسیٹتے ہوئے گھر کی جانب روانہ ہوئی۔

مسز فیئرفیکس اپنے کمرے میں نہیں تھی۔ اس کی جگہ آگ کے نزدیک وہی بڑا کتا بیٹھا تھا۔

''پائلٹ؟'' میں نے کہا اور وہ میرے پاس آیا تا کہ میں اس کی پیٹھ پر تھپکی دے سکوں۔ لی بھی وہاں آ گئی۔

''یہ کس کا کتا ہے؟'' میں نے پوچھا۔

''مسٹر راچسٹر کا۔'' اس نے کہا۔'' وہ ابھی ابھی پہنچا ہے لیکن گلی میں گرنے کے باعث اس کے ٹخنے میں موچ آئی ہے۔''



میرا آجر

اگلے روز ایڈل کو پڑھانا ناممکن تھا۔ وہ مضطرب اور بے کل تھی اور اپنے سرپرست پر چوری چھپے نظر ڈالنے کے لیے کمرے سے باہر جانے کے بہانے ڈھونڈتی پھر رہی تھی۔ مسز فیئر فیکس نے آخر مجھے بتا ہی دیا کہ آج شام ہمیں مسٹر روچسٹر کے ساتھ چائے پینی ہے اور مجھے کالے ریشمی کپڑے پہننے ہیں۔

مسٹر راچسٹر دیوان خانے میں پلنگ پر بیٹھا تھا اور اس کا ایک پیر تکیے پر تھا۔ جب وہ ایڈل کو کتے کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھ رہا تھا تو مجھے اس کو غور سے دیکھنے کا موقع ملا۔ اپنے کالے بالوں، ابروؤں اور مضبوط خد و خال کی وجہ سے وہ بہت سنگدل دکھائی دیتا تھا۔ پہلے تو اس نے مجھے کوئی خاص توجہ نہیں دی لیکن پھر اس نے پوچھا'' تو تمہیں یہاں تقریباً تین مہینے ہو گئے ہیں؟''۔

''جی جناب۔''

کہاں سے آئی ہو؟''

''لووڈ سکول سے، جناب۔''

''کتنا عرصہ رہی وہاں؟''

''آٹھ برس، جناب۔''

''آٹھ برس! یہ عرصہ تو ایک ذی ہوش شخص کو مارنے کے لیے کافی ہے۔ جب میں نے گلی میں تمہاری صورت دیکھی تو مجھے شک گزرا۔ مجھے یقین تھا کہ تم کسی اور دنیا کی مخلوق ہو۔ کیا تمہارا کوئی خاندان ہے؟''

''نہیں جناب''

''تم اس دنیا کی باسی نہیں ہو۔ شاید تم بھتنی یا اس قسم کی کوئی دوسری چیز ہو۔ کیا تمہارے جادوگر رشتہ داروں نے راستے میں برف بکھیری تھی؟''۔ مسز فیئر فیکس نے حیرت سے اوپر دیکھا۔

''جناب! ہے لین میں کوئی بھتنی نہیں۔'' میں نے سنجیدگی سے کہا۔

''کیا تم کافی دنیا دیکھ چکی ہو؟''

''لووڈ میں مجھے بمشکل باہر دیکھنے کا موقع ملا جناب۔''

''میں نے مسٹر بروکل ہرسٹ کا ذکر سنا ہے۔ میرے خیال میں سکول کی تمام لڑکیاں اس پر فدا تھیں؟'' اس نے کہا۔

''بالکل نہیں!'' میں نے جواب دیا۔ ''ہمیں اس سے نفرت تھی۔ جب وہ سکول کا منتظم تھا تو ہمیں باریک کپڑے دیے جاتے اور ہمیں بھوکا رکھا جاتا۔

وہ ہمیں خوفزدہ کرتا۔''

''تم نے کچھ سیکھا بھی؟۔ کیا تم پیانو بجا سکتی ہو؟''

''تھوڑا بہت۔''

اس نے مجھ سے پیانو بجانے کی فرمائش کی اور میں نے اس کی فرمائش پوری کی لیکن اس نے جلد ہی یہ کہہ کر مجھے روک لیا کہ میں برا تو نہیں بجاتی لیکن اچھا بھی نہیں بجا رہی۔ اس نے میری ڈرائنگ دیکھنی چاہی اور اس مرتبہ وہ متاثر ہوا۔ وہ بڑی توجہ اور غور سے ان کو دیکھتا رہا۔

''یہ تصورات تم کہاں سے لیتی ہو؟''

''اپنے دماغ سے، جناب۔''

''یہ بہت غیر معمولی ہیں۔ ان میں طلسم ہے۔ ان کو دور رکھو!۔''

اس نے اچانک ہم کو کمرے سے باہر نکلنے کو کہا۔ میں نے ایڈل کو سلایا اور مسز فیئر فیکس سے گفتگو کرنے لگی۔

''کیا مسٹر روچسٹر ہمیشہ سے ایسا متلون مزاج ہے؟۔'' میں نے پوچھا۔

''میرے خیال میں ایسی ہی بات ہے۔ لیکن اب میں اسے محسوس نہیں کرتی۔ یہ اس کی فطرت ہے۔ اس کے خاندان والوں نے اس کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا اور اس نے مصائب بھری زندگی گزاری ہے۔''

اس نے مجھے ان مصائب کے بارے میں مزید کچھ نہیں بتایا اور نہ ہی میں نے استفسار کیا۔ مجھے لگا کہ مجھے ایسا کرنے کا کوئی حق نہیں تھا۔



بے تکلفی

اس کے بعد کئی دن تک مسٹر روچسٹر مجھے یا ایڈل کو نظر نہیں آیا۔ اگر اتفاق سے کبھی میرا اس سے ہال میں سامنا ہوتا تو وہ سر کو معمولی جنبش دے کر آگے بڑھ جاتا۔

ایک شب اس نے ہم کو ڈرائینگ روم میں طلب کیا۔ فرانس سے واپس آتے وقت اس نے ایڈل کے لیے کچھ تحائف منگوائے تھے جو ابھی ابھی پہنچے تھے۔ جوں ہی ہم ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے تو ایڈل نے میز پر پڑے صندوق کی طرف دوڑ لگائی۔

''اپنا صندوق لے کر کھول دو، ایڈل۔'' مسٹر روچسٹر نے کہا۔ اس وقت وہ آگ کے قریب نشست سنبھالے تھا۔'' اور مس آئر! یہ کام خاموشی سے کرو۔ ایک بچی کے ساتھ پوری شام بتانا میرے بس سے باہر ہے۔ بیٹھ جاو۔۔۔ میرا مطلب ہے تشریف رکھیے۔ مجھ سے ایک خوش اسلوب بوڑھی خاتون کی طرح بات چیت کی توقع نہ رکھیے۔ اس سے مجھے یاد آیا۔۔۔''۔

اس نے گھنٹی بجا کر مسز فیئر فیکس کو طلب کیا تا کہ ایڈل کے پاس کوئی ایسا ہو جسے وہ اپنا خزانہ دکھا سکے۔ روشن کمرے میں میں اس کے چہرے کو پڑھ رہی

تھی کہ اس نے سر اٹھایا اور ہماری آنکھیں چار ہوئیں۔

''تم مجھے بڑے غور سے دیکھ رہی تھی۔ کیا میں خوبرو ہوں؟ کیا رائے ہے تمہاری؟''

''نہیں جناب۔'' میں نے بے سوچے سمجھے جواب دیا۔

''تم ایک ننھی منی راہبہ نظر آتی ہو، لیکن تم صاف گو ہو'' اس نے کہا۔ ''اس بات سے تمہارا مطلب کیا تھا؟''

''مجھے افسوس ہے۔ مجھے ایسا نہیں کہنا چاہیے تھا۔''

''لیکن تم نے ایسا کہہ دیا ہے۔ تمہیں وضاحت کرنی ہوگی۔ کیا میں گاودی نظر آتا ہوں؟'' اس نے کہا۔

''نہیں جناب۔'' میں نے کہا۔ میں حیران تھی کہ آیا اس نے کہیں زیادہ تو نہیں پی لی ہے۔''

''آج رات مجھے کسی کے ساتھ گفتگو کرنے کی ضرورت ہے۔ میں تمہارے متعلق مزید جاننا چاہتا ہوں۔ چلو سناو۔'' اس نے کہا۔

میں خاموش رہی۔ میں محض دکھاوے اور اس کا دل لبھانے کے لیے کچھ نہیں کہنا چاہتی تھی اگرچہ میں اس کی تنخواہ دار ملازمہ تھی۔

''میرا مطلب ہے۔۔۔ مہربانی کر کے مجھ پر رحم کھا کر میرے ساتھ باتیں

کرو۔'' اس نے بات ذرا ڈھنگ سے کی۔

''تنخواہ دار ملازمہ کی حیثیت سے؟'' میں نے پوچھا۔

''مس آئر! تم میں بلا کا حوصلہ ہے۔'' اس نے بے ساختہ کہا۔ ''کتنی اتالیق ایسا کہہ لیتیں؟ جب میں تمہاری عمر کا تھا تو تمہاری طرح میں بھی بہت اچھا اور معصوم تھا۔ اس کے بعد مجھ سے غلطیاں ہوئیں۔ کاش کہ میں نہ کرتا۔''

''تم بدل سکتے ہو، جناب۔'' میں نے کہا لیکن شاید اس کے خیال میں یہ اتنا آسان نہ تھا۔ وہ باتیں کرتا رہا اور میں بہتر انداز میں جوابات دیتی رہی۔ گھڑیال پر نو بج گئے تو مجھے خوشی ہوئی۔ اب میں ایڈل کو سلانے کے لیے جا سکتی تھی، لیکن وہ اور صوفی تو کمرے سے چلی گئی تھیں۔

''ایڈل اس گلابی فراک کو پہننے گئی ہے جو اسے صندوق میں ملا۔ وہ جلد ہی واپس آ جائے گی اور ہو بہو اپنی ماں کی چھوٹی شبیہہ دکھائی دے گی۔'' اس نے کہا۔

ایڈل واپس آ گئی۔ وہ اپنے نرم گلابی لباس میں خوشی سے ناچ رہی تھی۔ ''میں اپنی ماں جیسی نظر آ رہی ہوں، کیا ایسا نہیں ہے مسٹر روچسٹر؟''

''بالکل ایسا ہی ہے۔'' اس نے کہا۔ پھر اس نے میری طرف مڑ کر کہا، ''ایک دن میں تمہیں اس کی ماں کے متعلق بتاؤں گا۔ شب بخیر۔''

خطرہ

کچھ دن بعد جب ہم باغ میں ایڈل کو پائلٹ کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھ رہے تھے تو اس نے مجھے اس کی ماں کے بارے میں بتایا۔اس کا نام سیلین ویرنز تھا جو ایک فرانسیسی رقاصہ تھی اور وہ اس سے بے انتہا محبت کرتا تھا۔اس نے اسے بگھیاں،نوکر اور اس کی پسند کے عمدہ کپڑے مہیا کیے تھے۔پھر اسے معلوم ہوا کہ صرف وہ ہی اس کا عاشق نہیں۔اگر چہ اس کے سامنے وہ قسم کھا کر کہتی کہ وہ صرف اس سے محبت کرتی ہے لیکن اس کے پیٹھ پیچھے وہ ایک فرانسیسی رئیس سے عشق لڑاتی رہی۔آخر اس نے اس کے ساتھ ناطہ توڑ دیا لیکن اس کی بیٹی کی پرورش کرنے پر رضا مند ہوا۔

''ہوسکتا ہے کہ وہ میری بیٹی ہو لیکن یہ معاملہ بہت مشکوک ہے۔'' اس نے کہا۔''پائلٹ اس سے کہیں زیادہ میری طرح ہے۔اب بھی تم اس کی اتالیق رہنا چاہتی ہو؟''

''کیوں نہیں!'' میں نے کہا۔''اس کی ماں یا تمہاری غلطیوں کا الزام اسے دینا ٹھیک نہیں۔چونکہ ماں نے اسے چھوڑ دیا ہے اور تم کہتے ہو کہ وہ تمہاری بیٹی نہیں اس لیے اسے کسی ایسے شخص کی ضرورت ہے جو اس سے محبت کرے۔''

مسٹر روچسٹر کو تھارن فیلڈ میں آئے دو مہینے ہو چکے تھے اور مسز فیئر فیکس کے بقول اس بار اس نے معمول سے زیادہ قیام کیا۔اس رات میں جاگ کر سوچ رہی تھی کہ وہ کتنا عرصہ قیام کرے گا کہ اچانک میں نے ایک عجیب سرگوشی سی سنی۔

گھڑیال نے دو بجائے۔کوئی چیز میرے دروازے کے پاس سے گزری۔

''پائلٹ ہوگا۔'' میں نے ڈرتے ہوئے سوچا۔لیکن پھر بھوت کے آواز کی طرح ایک دھیمی دھمکی آمیز ہنسی سنائی دی۔پھر قدموں کی چھاپ سنائی دی۔میں دہشت زدہ تھی لیکن مجھے معلوم تھا کہ مجھے مسز فیئر فیکس کو جگانا چاہیے۔میں چوری چھپے باہر نکل آئی۔

ہال میں دو شمعیں روشن تھیں اور ان کی روشنی میں مجھے نیلی دھند دکھائی دی۔مسٹر روچسٹر کے کمرے سے بہت دھواں نکل رہا تھا۔

جب میں بھاگتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی تو آگ کے شعلے بستر کے قریب لگے پردوں پر آگے بڑھ رہے تھے۔''اٹھو جاؤ!'' میں اس کو ہلاتے ہوئے چلاّئی لیکن دھویں کی وجہ سے وہ ہوش میں نہ تھا۔اس لیے میں نے پانی کا جگ اٹھا کر اس پر پانی انڈیل دیا۔اس سے شعلے بجھ گئے اور وہ بھی جاگ اٹھا۔

''عیسائی دنیا میں موجود تمام بھوتوں کی قسم! جین آئر، تم یہاں کیا کر رہی ہو؟'' اس نے کہا۔ جب وہ گاؤن پہن رہا تھا تو میں ایک شمع لائی۔ شمع کی روشنی میں اس نے جلے ہوئے بستر اور پردوں کو دیکھا اور میں نے وضاحت کر کے ساری بات بتا دی۔

''تم یہاں بیٹھی رہو۔'' اس نے حکم دیا اور اپنا چغہ میری طرف پھینک دیا۔'' اپنے آپ کو گرم رکھنے کے لیے یہ اوڑھ لو۔ کسی قسم کی آواز نہ نکالو۔''

وہ شمع لے گیا اور میں اندھیرے میں رہ گئی۔ چغہ پہن کر بھی مجھے ٹھنڈ لگ رہی تھی۔ کافی دیر بعد وہ لوٹا۔

جیسا میں سمجھتا تھا بالکل وہی بات ہے۔'' اس نے سنجیدگی سے کہا۔

''کہیں گریس پول کے ساتھ تو اس کا تعلق نہیں؟'' میں نے کہا۔ ''مجھے اس کی ہنسی سنائی دی تھی۔''

''گریس؟ ہاں۔ آج رات میں صوفے پر سووں گا۔ تم اپنے کمرے میں جاو اور کل کسی سے اس بات کا ذکر نہیں کرنا۔''

''شب بخیر۔'' میں نے کہا لیکن وہ حیران دکھائی دے رہا تھا۔

''تم نے میری جان بچائی۔'' اس نے کہا۔ ''ایک اجنبی کی طرح تم کیسے جا سکتی ہو؟ کم از کم ہاتھ تو ملاو۔''

اس نے ہاتھ آگے بڑھایا اور میں نے اسے لے لیا۔ اس نے دونوں ہاتھوں میں میرا ہاتھ پکڑ لیا۔

''میں جانتا تھا کہ تم میرے ساتھ بھلائی کرو گی۔'' اس نے بے تابی سے کہا۔ ''جب میں نے تمہیں پہلی دفعہ دیکھا۔۔۔'' وہ رکا۔ لگتا تھا کہ اسے الفاظ نہیں مل رہے تھے۔ ''تمہاری آنکھوں سے عیاں تھا۔ پیاری نگہبان، شب بخیر۔''

''مجھے خوشی ہے کہ میں جاگ رہی تھی۔'' میں نے کہا۔

''تو کیا تم جا رہی ہو؟'' اس نے عجیب توانائی سے کہا۔

''مجھے سردی لگ رہی ہے جناب۔''

''بالکل ایسا ہی ہے۔ تمہیں جانا چاہیے۔'' اس نے بہت آہستگی سے میری انگلیاں چھوڑ دیں، اور جب میں اپنے کمرے میں آئی تو بے چینی کی وجہ سے نیند مجھ سے کوسوں دور تھی۔



اگلے روز

صبح ایڈل کے اسباق ایسے جاری رہے جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو لیکن نوکر مسٹر روچسٹر کے کمرے کی صفائی کرنے اور بستر کے گرد پردے بدلنے میں مصروف تھے۔ سب کا یہ خیال تھا کہ آگ خوابگاہ میں رہ جانے والی شمع سے لگی تھی۔ میں ان کی باتیں سننے کے لئے اندر گئی لیکن وہاں گریس پول بیٹھی تھی جو خاموشی سے پردوں کے حلقوں کی سلائی کر رہی تھی۔

''صبح بخیر، گریس۔'' میں نے کہا۔ میں حیران تھی کہ وہ سب باتوں کی کیسے وضاحت کرے گی۔ ''یہ یہاں کیا ہوا؟''

''آقا شمع بجھانا بھول کر سو گئے۔'' اس نے کہا۔ ''لیکن پھر وہ جاگ اٹھا اور اس نے جگ کے پانی سے آگ بجھا دی۔ کیا تمہیں کچھ سنائی نہیں دیا، مس؟''

''میں نے تو صرف کسی کی ہنسی سنی تھی۔''

''میں امید کرتی ہوں کہ آپ رات کو دروازے کی چٹخنی بند کرتی ہیں۔'' اس نے کہا۔ ''حفاظت کے لیے ایسا کرنا اچھا ہے۔''

اس نے جس آرام سے بے گناہی کا دکھاوا کیا تو میں ششدر رہ گئی اور یہ بات میری سمجھ میں نہ آسکی کہ آخر کیوں مسٹر روچسٹر نے اس خطرناک عورت کو

تھارن فیلڈ میں رکھا تھا۔ میں نے اس سے یہ پوچھنے کا مصمم ارادہ کیا تھا۔۔ ایسا میں اس لیے کر رہی تھی کیونکہ اب تک میں اس کو خوب جان چکی تھی۔

اس رات جس طرح اس نے مجھ پر نگاہ ڈالی اور اور جس انداز سے مجھے مخاطب کیا، سارا دن میں اس کے بارے میں سوچتی رہی۔ بار بار وہ منظر میرے سامنے آتا اور یہی وجہ تھی کہ میں ایڈل کو پڑھانے کے دوران سبق پر توجہ نہ دے سکی۔ شام کو اس کا کوئی اتا پتہ نہیں تھا۔ میں مسز فیئر فیکس کے ساتھ چائے پینے لگی۔

''مسٹر روچسٹر نے سفر کے لیے اچھا دن چنا''۔ اس نے کہا۔

''سفر؟'' میں نے پوچھا۔

''اوہ، ہاں!'' وہ آرام سے گپ شپ کرنے بیٹھ گئی۔ '' آج صبح وہ مِل کاٹ کے اس پار مسٹر ایشٹن کے ہاں چلا گیا۔ وہ وہاں کم از کم ایک ہفتے تک رہے گا۔ تمام روساء وہاں اکھٹے ہو رہے ہیں، اور وہ تو خواتین میں بہت مقبول ہے۔''

''کیا وہاں کئی خواتین ہوں گی؟'' میں نے پوچھا۔

''جی ہاں، وہ ان میں بہت مقبول ہے۔ وہ خوبرو نہیں لیکن اس کے پاس

دولت اور علم ہے اور ان چیزوں کی بڑی اہمیت ہے۔ ایشٹن کی لڑکیاں اسے بہت پسند کرتی ہیں اور وہاں نواب اِنگریم کی بیٹی بلانچ اِنگریم بھی ہے۔ وہ تو حسن کی دیوی ہے۔ وہ اور مسٹر روچسٹر مل کر دوگانے گاتے ہیں۔ ان دونوں کی آوازیں بہت سریلی ہیں۔"

"کیا مسٹر روچسٹر اسے پسند کرتا ہے؟ تمہارا کیا خیال ہے؟۔"

"ہوسکتا ہے، لیکن وہ تقریباً چالیس کا ہونے والا ہے اور وہ پچیس کی ہے۔" اس نے کہا۔

تو بلانچ انگریم پچیس برس کی حسینہ ہے۔ وہ سگھڑ ہے اور ایک نواب کی بیٹی ہے۔ میں اٹھارہ برس کی ایک سادہ اتالیق تھی جس کا نہ تو کوئی خاندان تھا اور نہ ہی دولت رکھتی تھی۔ میں جلد ہی اپنے کمرے میں آئی اور دروازہ بند کرلیا۔ آگ والے واقعے کے بعد میرا خیال تھا کہ شاید مسٹر روچسٹر مجھے چاہے گا ۔آئینے میں اپنے بے کشش چہرے کو دیکھ کر مجھے معلوم ہوا کہ میں جاگتے میں خواب دیکھ رہی تھی۔ اس نے مہذب طریقے سے دلچسپی دکھا کر بات کیا کی کہ میں نے اسے اپنا عاشق سمجھ لیا۔ یقیناً وہ میرے بجائے بلانچ انگریم جیسی ایک پرکشش اور خاندانی لڑکی سے شادی کرے گا۔



بلانچ انگریم

وہ دو ہفتے باہر رہا۔ میں نے اس کے خیال کو ذہن سے نکالنے کی کوشش کی لیکن ایسا کرنے میں مجھے ناکامی ہوئی۔ جب ناشتے کے وقت مسز فیئر فیکس کے نام ایک نامہ آیا تو میرے ہاتھ اتنی بری طرح کانپ رہے تھے کہ کپ کا پکڑنا میرے لیے مشکل ہوگیا۔

"وہ تین دن میں یہاں ہوگا۔" اس نے کہا۔ "اپنے تمام بہترین ہم صحبت دوستوں کے ہمراہ۔ خوابگاہیں تیار کرنے کے لیے مجھے مزید کچھ لوگوں کو کام پر لگانا ہوگا۔"

گھر کے تمام ملازموں نے دن رات ایک کر کے تین دن کام کیا۔ ایڈل بہت خوش تھی۔ وہ بستر پر اچھل رہی تھی اور مہمانوں کی آمد کی بے چینی سے منتظر تھی۔ چونکہ ہم سب مل کر کام کر رہے تھے اس لیے بعض اوقات میں ملازموں کو گریس پول کے بارے میں باتیں کرتے سنتی کہ اسے کتنی اچھی مزدوری ملتی ہے۔۔ لیکن میری موجودگی محسوس کرکے وہ ہمیشہ چپ ہو جاتے۔

جمعرات کی شام گھوڑوں اور بگھیوں کے چلنے کی آوازیں آنے لگی۔ مسٹر راچسٹر اپنے کالے گھوڑے پر سوار تھا۔ ایک خاتون اس کے برابر گھوڑے پر

سوار تھی۔اس نے گلابی کپڑے پہنے تھے اور اس کی لمبی سیاہ لٹیں ہوا میں اڑ رہی تھیں۔

''مس انگریم''،مسز فیئر فیکس نے کہا۔

ایڈل ان بہترین لوگوں سے ملنے کے لیے تڑپ رہی تھی لیکن اس رات اس نے سیڑھیوں میں بیٹھ کر اور سوراخ میں سے ریشم اور ساٹن میں ملبوس خواتین کو دیکھنے پر اکتفا کیا۔

اگلی شام ہمیں مہمان خانے میں بلایا گیا۔ایڈل نے گلابی فراک پہن رکھا تھا۔ہم نے وہاں انتظار کیا حتیٰ کہ دروازے کھل گئے اور سفید ریشمی لباس میں ملبوس خواتین وہاں آ گئیں۔

سروقد بلانچ انگریم ان سب میں نمایاں تھیں۔ایڈل نے شائستہ انداز میں آگے بڑھ کر سلام کیا۔

وہ خواتین کی توجہ کا مرکز بن گئی اور مس انگریم نے اسے اپنی دلاری کہہ کر مخاطب کیا۔لیکن جس انداز سے اس نے ایڈل کو دیکھا وہ مجھے پسند نہیں آیا۔ مجھے ایسے لگا جیسے وہ اس کا مذاق اڑا رہی ہو۔وہ مسٹر روچسٹر سے عشق لڑانے میں زیادہ دلچسپی لے رہی تھی۔میں رستے سے ہٹ کر ایک کونے میں کھڑی تھی اور میں نے اس کی بات سن لی۔

''کیا تم نے اتالیق رکھ لیں؟''اس نے کہا۔''جب تم اسے سکول بھیج سکتے تھے تو ایسا کیوں کیا۔میری اور میری بہن کی درجن بھر اتالیق تھیں جن کو ہم خوب ستاتی تھیں۔ہم عموماً ان کو بھاگ جانے پر مجبور کرتیں۔مسٹر روچسٹر، کیا ہمیں گانا چاہیے۔''

ان دونوں نے مل کر بہت اچھا گایا۔وہ بہت اچھا گائی اور اس نے اپنے سراہے جانے سے خوب لطف اٹھایا خصوصاً مسٹر راچسٹر کی تعریف اسے بہت پسند آئی۔

میں مزید برداشت نہیں کر سکتی تھی۔میں چپکے سے باہر نکلی۔مجھے یقین تھا کہ کسی نے مجھے نہیں دیکھا۔لیکن ہال میں مسٹر راچسٹر میرے سامنے آیا۔

''آج صبح تم میرے سامنے آنے سے کیوں گریزاں تھی؟''اس نے پوچھا۔

''میں دخل اندازی نہیں کرنا چاہتی تھی، جناب۔''

''تم ٹھیک تو ہو؟ تمہاری رنگت کچھ پیلی پیلی سی ہے۔''

''میں ٹھیک ٹھاک ہوں، جناب۔''

''واپس مہمان خانے میں آجاو۔تم ہمیں یوں جلدی نہیں چھوڑ سکتیں۔''اس نے کہا۔

''میں تھک گئی ہوں، جناب۔''

''اور پژمردہ بھی؟''

''نہیں جناب۔''

''ہاں تم ہو۔'' اس نے کہا۔ ''تم رونے کے قریب ہو۔''

اس کی بات درست تھی۔ جب وہ یہ بات کر رہا تھا تو میں آنسو کا ایک قطرہ گرنے سے نہ روک سکی۔

''تم جا سکتی ہو لیکن تمہیں ہر شام مہمان خانے میں آنا ہوگا۔ میں اصرار کرتا ہوں۔ شب بخیر میری۔۔۔'' پھر وہ رکا، اپنا ہونٹ کاٹا، اور وہاں سے چل دیا۔



اجنبی

تھارن فیلڈ اچانک زندگی اور چہل پہل سے بھر گیا۔ شام کو مہمان خانے میں بلانچ انگریم کا مشاہدہ کرنے کا موقع ملتا۔ وہ ہوشیار دکھائی دیتی تھی لیکن اس کے خیالات اس کے اپنے نہ تھے۔ وہ کتابوں میں پڑھی ہوئی باتیں دہراتی تھی۔ وہ ایڈل سے کینہ رکھتی تھی۔ وہ سخت الفاظ سے اس کو خود سے دور کرتی۔ مجھے یقین ہے کہ مسٹر راچسٹر اس کی اصلیت سے واقف تھا اور اس سے محبت نہیں کرتا تھا لیکن وہ ضلع کے رئیس کے لیے مناسب دلہن تھی۔ وہ اس سے محبت نہیں کرتا تھا، وہ اسے مسحور نہیں کرتی تھی۔۔ پھر بھی وہ اس سے ہی شادی کرے گا۔

دوپہر کا وقت تھا اور مسٹر راچسٹر باہر نکلا تھا جب ایک اجنبی تھارن فیلڈ آیا۔ وہ ایک لمبا تڑنگا اور خوش اخلاق آدمی تھا اور اس نے اپنا نام میسن بتایا۔

اس کے بقول وہ مسٹر راچسٹر کا ایک پرانا دوست تھا اور حال ہی میں ویسٹ انڈیز سے لوٹا تھا۔ ان دونوں کی ملاقات وہاں ہوئی تھی۔۔۔ اس وقت تک مجھے معلوم نہ تھا کہ مسٹر راچسٹر نے اتنے دور دراز تک سفر کیا ہے۔

مسٹر میسن اپنی وضع سے ایک کاہل اور آسودہ خاطر شخص معلوم ہوتا تھا اور وہ یہ شکایت کر رہا تھا کہ اسے سردی لگ رہی ہے۔

آگ میں کوئلہ ڈالنے کے لیے آنے والے نوکر نے کہا کہ ایک خانہ بدوش عورت آئی ہے۔ وہ نوجوان شریف زادیوں کو ان کی قسمت کا حال سنانا چاہتی ہے۔اس نے بتایا کہ وہ کتب خانے میں انتظار کر رہی ہے۔

''وہ بدمزاج معلوم ہوتی ہے۔'' اس نے ان کو متنبہ کیا لیکن مس انگریم نے اسے خاموش رہنے کا حکم دیا۔خواتین نے قسمت کا حال معلوم کرنے کا مصمم ارادہ کیا تھا اور بلانچ انگریم خانہ بدوش کے پاس سب سے پہلے گئی۔وہ یہ کہتے ہوئے واپس آئی کہ وہ بڑھیا ایک اناڑی اور دھوکے باز عورت ہے اور اس کے پاوں میں بیڑیاں ڈال کر قید خانے میں ڈالنا چاہیے۔خانہ بدوش نے اسے جو کچھ بھی بتایا تھا وہ اسے پسند نہیں آیا تھا۔وہ ساری شام آزردہ اور چڑ چڑی سی رہی۔

باقی خواتین بھی باری باری گئیں اور ٹھٹھے لگاتی ہوئی واپس آئیں۔پھر سام نامی نوکر میرے پاس آیا۔

''خانہ بدوش عورت کہتی ہے کہ اس گھر میں ایک اور خاتون بھی ہے جسے اس کے پاس ضرور جانا چاہیے۔کیا تم جاوگی مِس؟''

اب میں بھی متجسس تھی۔''سام! یقیناً میں جاوں گی۔'' میں نے کہا اور کتب خانے کی طرف چلی۔

خانہ بدوش

کتب خانے میں کوئی شمع روشن نہ تھی لیکن آگ کی روشنی میں مجھے خانہ بدوش خاتون دکھائی دی۔اس نے ایک چغا اوڑھ رکھا تھا اور پورا لب دار ٹوپ اس کے سر پر اس طرح پڑا تھا کہ اس نے اس کا سیاہ چہرہ چھپا رکھا تھا۔میں نے اس کے منتشر گیسو دیکھے اور اس کی آواز اس کی صورت کی طرح درشت تھی۔

''کیا تم اپنی قسمت کا حال جاننا چاہتی ہو؟'' اس نے مطالبہ کیا۔

''سچ کہوں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں۔میں اس پر یقین نہیں رکھتی۔'' میں نے کہا۔

''تم بڑی سخت گاہک ہو۔'' اس نے کہا۔''تم کانپتی کیوں نہیں؟''

''کیونکہ مجھے سردی نہیں لگ رہی۔''

''تمہارا رنگ اڑا ہوا کیوں نہیں؟''

''کیونکہ میں بیمار نہیں۔''

''تم مجھ سے اپنی قسمت کا حال کیوں نہیں پوچھتی؟''

''کیونکہ میں احمق نہیں۔'' میں نے کہا اور وہ کھل کھلا کر ہنسی۔

''تم تنہا ہو۔کوئی تمہیں نہیں چاہتا اور نہ تم چاہے جانے کی کوشش کرتی ہو۔ لیکن تم آسودہ حالی کے بہت قریب ہو۔میری ہتھیلی پر چاندی کا سکہ رکھ دو۔''

میں نے اسے ایک شیلنگ دیا۔وہ میرا ہاتھ دیکھ رہی تھی اور میں اس کا چہرہ

دیکھنے میں محو تھی لیکن کمرے کی تاریکی میں کوئی بھی چیز صاف نظر نہیں آتی تھی۔

''میں جانتی ہوں کہ تم کھڑکی کے قریب تنہا بیٹھتی ہو جب نوجوان شریف زادیاں رئیس پر ڈورے ڈالتی ہیں۔ مسٹر راچسٹر کو ایک حسین خاتون نے مسحور کر رکھا ہے۔ کیا تم نے اس کی آنکھوں میں محبت دیکھی ہے؟۔''

''میں معلومات دینے نہیں بلکہ لینے آئی ہوں۔'' میں نے کہا۔ ''کیا مسٹر راچسٹر مس انگریم سے شادی کرلے گا؟''

''ہاں'' اس نے کہا۔ ''اور وہ خوش ہوں گے۔ لیکن میرے خیال میں میں نے مس انگریم کو مایوس کیا ہے۔ میں نے اسے آگاہ کیا کہ مسٹر راچسٹر اتنا امیر نہیں ہوگا جتنا وہ اسے سمجھتی ہے۔ اگر اس سے زیادہ امیر آدمی اسے ملتا ہے تو وہ اسے کھودے گا۔''

''میں یہاں اپنی قسمت معلوم کرنے آئی ہوں، اس کی نہیں۔'' میں نے جواب دیا۔

''تمہیں زیادہ باتیں کرنی چاہیے اور اکثر ہنسنا چاہیے۔'' وہ بڑبڑائی۔ ''لیکن تم خوشی حاصل کرنے کی بجائے وہی کروگی جو ٹھیک ہوگا۔ تم اپنی ضمیر اور نفس کو قابو میں رکھنے والی قوت کے تابع ہو اور ان کے بغیر تم کبھی خوش نہیں وہ

سکوگی۔''

پتہ نہیں کہ کیا ہو رہا تھا۔ اس کی آواز متغیر ہو رہی تھی۔

''میں تمہارے لیے خوشیاں چاہتی ہوں، غم نہیں۔'' اس نے بات جاری رکھی۔

'' آج میں مزید کچھ نہیں کہہ سکتی۔'' اور اس نے اپنے نقاب پر ہاتھ ڈالا۔ میں اس ہاتھ کو پہچان گئی۔

''چھوڑو مجھے، مس آئر۔'' خانہ بدوش نے کہا۔ ''ڈرامہ ختم ہوا۔''

''مسٹر راچسٹر!'' جب اس نے نقاب اور چغا ہٹایا تو میں چیخ اٹھی۔

''آپ نے مجھ سے فضول باتیں کہلوائیں۔ یہ بے ایمانی ہے۔''

''جین مجھے معاف کیجیے۔'' اس نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''اس شرط پر کہ میں نے کچھ احمقانہ باتیں تو نہیں کی۔ کیا میں جاسکتی ہوں۔''

''یہ تو بتاو کہ مہمان خانے میں کیا ہو رہا ہے؟''

''وہ خانہ بدوش کے متعلق بات کر رہے تھے اور ہاں یاد آیا مسٹر میسن نامی ایک مہمان آیا ہے۔''

اس کی ہنسی غائب ہوگئی۔ ''میسن'' اس نے گہری سانس لے کر کہا۔ اس نے وہ نام دو بار دہرایا اور ہر دفعہ اس کی رنگت پیلی پڑ گئی۔ وہ بیمار دکھائی دیتا تھا

اور اسے بیٹھنا پڑا۔

''میں کچھ مدد کر سکتی ہوں جناب؟'' میں نے کہا۔ ''تمہاری مدد کی خاطر میں جان بھی دے سکتی ہوں۔''

''اگر مجھے واقعی مدد کی ضرورت پڑی، جین! تو یہ میرا وعدہ ہے کہ میں تم سے مدد مانگوں گا۔'' اس نے کہا۔ ''میرے لیے شراب لاؤ اور مجھے بتاؤ کہ وہاں کیا ہو رہا ہے۔''

مہمان خانے میں مسٹر میسن سمیت سب موجود تھے۔ وہ ہنس کر باتیں کر رہے تھے۔ میں نے واپس آ کر مسٹر روچسٹر کو اس کے متعلق بتا دیا۔

''جین اگر یہ سب لوگ یہاں آ کر مجھ پر تھوکیں تو تم کیا کرو گی؟''

''میں ان کو گھر سے نکال دوں گی، جناب۔'' میں نے کہا۔

وہ مسکرایا۔ ''مسٹر میسن سے کہو کہ میں یہاں ہوں اور اسے یہاں لاؤ۔''

میں مسٹر میسن کو اس کے پاس لے گئی اور ان کو وہاں چھوڑ کر باہر نکل آئی۔ بعد میں جب میں اپنے بستر پر دراز تھی تو میں نے اسے مسٹر میسن کو کمرہ دکھاتے ہوئے سنا۔ اس کی آواز سے خوش طبعی عیاں تھی اور پھر میری آنکھ لگ گئی۔



چیخ

خدا کی پناہ! کیا چیخ تھی!

ایک بہت ہی دلدوز چیخ تھی جس نے رات کا سینہ چیرا۔ میرے اوپر جو کمرہ تھا اس سے شور شرابے، چیزوں کے ٹکرانے اور زمین پر زور سے پاؤں مارنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ پھر ایک آواز سنائی دی، ''روچسٹر! میری مدد کرو۔''

غلام گردش سے بھاگنے دوڑنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ میں نے جلدی سے کپڑے پہنے اور کمرے سے نکل آئی۔ جب میں باہر آئی تو نیچے تمام کمروں کے دروازے کھل گئے۔ ہمارے مہمان ہاتھوں میں شمعیں اٹھائے جلدی میں ادھر ادھر بھاگ کر پوچھ رہے تھے کہ کیا ہوا۔ اور جب مسٹر راچسٹر دکھائی دیا تو تمام خواتین اس کی طرف دوڑ پڑیں۔

''چھوڑو مجھے۔'' اس نے سختی سے کہا۔ ''دہشت زدہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ایک نوکر خواب میں ڈر گیا تھا اور بس۔ مہربانی کر کے سو جائیے۔''

دم دلاسے اور اصرار سے اس نے ان سب کو اپنے اپنے کمروں میں جانے پر آمادہ کیا۔ میں اپنے کمرے میں گئی لیکن میں تیار بیٹھی رہی کہ شاید میری ضرورت پڑ جائے اور طویل انتظار کے بعد میں نے دروازے پر دستک سنی۔

''کیا تم کپڑے پہن کر جاگ رہی ہو؟'' مسٹر راچسٹر کی آواز سنائی دی۔

''جی جناب۔''

''تو پھر خاموشی سے چلی آؤ۔'' اس نے کہا۔ ''اپنے ساتھ اسفنج اور امونیا کی دوا لاؤ''۔ مجھے دیکھتے ہی اس نے پوچھا، ''کیا خون دیکھنے سے تمہارا جی تو نہیں متلاتا؟''

''میرے خیال میں ایسا نہیں ہے، جناب۔'' میں نے کہا اور وہ مجھے تیسری منزل پر ایک کمرے میں لے گیا۔ میں اسے پہچان کر کانپ اٹھی۔ یہ کمرہ گریس پول کے کمرے سے ملا تھا۔ مسٹر میسن ایک کرسی پر پڑا تھا۔ اس کا چہرہ سفید تھا اور اسکی آنکھیں بند تھیں۔ اس کے بازو اور کاندھوں پر پٹی بندھی تھی اور ان سے خون بہہ رہا تھا۔ مسٹر روچسٹر نے میرے اسفنج سے زخم دھویا اور میری دوا اس کی ناک کے نیچے پکڑے رکھی حتیٰ کہ اس نے کراہ کر آنکھیں کھول دیں۔

''حوصلہ کرو، رچرڈ۔'' مسٹر روچسٹر نے کہا۔ ''میں سرجن کو لانے جا رہا ہوں۔ جین! میری واپسی تک یہاں رکو۔ یہ خون دھو ڈالو۔ اگر وہ بے ہوش ہوتا ہے تو امونیا کی دوا استعمال کرو۔ اس سے باتیں بالکل نہ کرو۔ رچرڈ! تم بھی اس سے کوئی بات نہ کرو۔''

وہ دروازہ مقفل کر کے چلا گیا۔ رات کے اندھیرے میں میں ایک ایسے آدمی کے ساتھ کمرے میں بند تھی جو خون میں لت پت اور بے ہوش تھا اور میرے اور گریس پول کے درمیان صرف ایک کمرے کی دوری تھی۔

ساری رات میں خون صاف کرتی رہی اور ہر آواز پر میرے کان کھڑے ہو جاتے۔ ساتھ والے کمرے سے کسی چیز کے چرمرانے کی آواز آئی۔ آخر گریس پول میں ایسی کیا خاص بات تھی کہ آگ لگانے اور خونخواری کے باوجود اسے وہاں رکھا گیا تھا؟ اور مسٹر روچسٹر اس کی آمد پر کیوں حواس باختہ ہوا تھا؟

''وہ میرے لیے ختم ہو چکی ہے۔'' مسٹر میسن نے کراہ کر کہا۔

''تم خطرے سے باہر ہو۔'' سرجن نے کہا۔ ''لیکن یہ تو دانتوں کے نشان ہیں!''

''اس نے کہا تھا کہ وہ میرا خون چوس لے گی۔'' مسٹر میسن نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

''ہم تمہارے اور اس کے مفاد کی خاطر تمہیں یہاں سے لے جائیں گے۔'' مسٹر روچسٹر نے سنجیدگی سے کہا۔ ''میں نے تمہیں اس کے پاس جانے سے روکا تھا۔''

زخموں پر پٹی بندھنے کے بعد مسٹر میسن کی حالت سنبھلی تو مسٹر روچسٹر نے سرجن کی گاڑی تک آنے میں اس کی مدد کی۔

مسٹر میسن کے جانے کے بعد ہم باغ سے گزرتے ہوئے واپس آئے۔ مسٹر روچسٹر نے ایک جھاڑی سے میرے لیے پھول توڑا۔

''کیا میرے جانے کے بعد تمہیں ڈر تو نہیں لگا؟'' اس نے پوچھا۔

''مجھے صرف گریس پول کا ڈر تھا، جناب۔'' میں نے کہا۔

''وہ تمہیں نقصان نہیں پہنچائے گی۔ میں تمہیں کبھی خطرے میں نہ چھوڑتا لیکن میں خود اس وقت تک خطرے میں ہوں جب تک مسٹر میسن انگلینڈ نہیں چھوڑتا۔ اس کا ایک لفظ مجھ سے ساری خوشیاں چھین سکتا ہے۔ جین! میری وجہ سے تمہاری راتیں بے آرام ہیں۔ کیا شادی سے ایک رات قبل تک تم میرے ساتھ رہو گی؟''

''جی جناب۔''

''بلانچ حسین ہے۔ کیا ایسا نہیں جین؟''

''جی جناب۔'' میں نے کہا۔ مجھے حقیقت کا سامنا کرنا تھا۔



مسز ریڈ

اگلے روز میرا ایک پیغام رسان آیا۔ وہ بسی کا شوہر رابرٹ تھا جو گیٹس ہیڈ ہال میں کوچوان تھا۔ اس نے سیاہ ماتمی لباس پہنا تھا۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کس کے لیے پہنا ہے۔

''تمہارا پھوپھی زاد بھائی جان ریڈ مر گیا ہے۔'' اس نے بتایا۔ ''اس نے بے لگام زندگی گزاری۔ قرضوں میں پھنستا اور نکلتا، جیل جاتا اور باہر آتا۔ اس نے اپنی ساری اور بہت کچھ اپنی ماں کی دولت لٹا دی۔ جب اس نے اسے مزید رقم دینے سے انکار کیا تو اس نے خود کو گولی مار دی۔ یہ صدمہ اتنا بڑا تھا کہ اس کی ماں کو فالج ہوا اور اب وہ بہت بیمار ہے۔ اس نے تمہیں بلایا ہے مس جین۔''

مجھے معلوم ہوا کہ مسٹر روچسٹر بلانک انگریم کے ساتھ بلیئرڈ کھیل رہا ہے۔ جب میں نے اس کے ساتھ تنہائی میں بات کرنی چاہی تو مس انگریم نے تیوری چڑھائی۔ اس نے انٹا کھیلنے کا بلا پھینکا اور میرے پیچھے پیچھے کمرے سے نکل آیا۔

''میری چچی سخت بیمار ہے۔'' میں نے وضاحت کی۔ ''مجھے اس کے پاس جانا ہے جناب۔''

’’تم نے تو بتایا تھا کہ تمہارا کوئی رشتہ دار نہیں۔‘‘ اس نے کہا۔

’’مجھے چاہنے والا کوئی نہیں تھا۔‘‘ میں نے کہا۔

’’لیکن وہ اب تمہیں چاہتی ہے؟‘‘ اس نے جواب دیا۔ اسی وجہ سے میں نے سارے حالات اس پر واضح کیے۔

’’ٹھیک ہے تم جا سکتی ہو۔‘‘ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی راضی ہو گیا۔ ’’لیکن صرف ایک ہفتے کے لیے۔‘‘ اس نے مجھے اخراجات کے لیے رقم دی اور بہت دیر تک باتیں کیں اور خدا حافظ کہنے میں اتنا وقت لیا کہ میں سوچنے لگی کہ میں اپنا سامان نہیں باندھ سکوں گی۔ آخر رات کے کھانے کی گھنٹی بجی اور میں وہاں سے باہر آنے کے قابل ہو گئی۔

گیٹس ہیڈ میں بسی نے گرمجوشی جبکہ جارجیانہ اور الیزا نے سرد مہری سے میرا استقبال کیا۔ بسی مجھے پھوپھی کی خوابگاہ میں لے گئی۔

وہ ہمیشہ کی طرح سخت مزاج دکھائی دے رہی تھی لیکن وہ بے یار و مددگار تکیوں پر پڑی تھی۔ وقت نے مجھے اس قابل بنایا تھا کہ میں اس کو معاف کر سکوں۔ اب میرے دل میں اس کے لیے نفرت نہیں تھی۔ میں نے اس کے ساتھ بڑی نرمی سے بات کی لیکن آخر کار جب اس نے بولنا شروع کیا تو مجھے ایسے لگا جیسے میں وہاں نہیں تھی۔

’’میں جین آئر سے نفرت کرتی تھی۔‘‘ اس نے کہا۔ ’’مجھے اسے لینے کے لیے کیوں کہا گیا۔ اس کی وجہ سے کتنی تکالیف ملیں۔ میرا شوہر اپنے بچوں سے زیادہ اس کے متعلق سوچتا تھا۔ جان کہاں ہے؟‘‘

کئی دن تک اس کے حواس منتشر رہے۔ میں ڈرائینگ بنا کر وقت گزارتی جبکہ میری پھوپھی زاد بہنیں شکایتیں کرتیں اور آپس میں لڑتیں۔ دو ہفتے بعد اس نے مجھے دوبارہ طلب کیا۔

’’کیا تم جین آئر ہو؟‘‘ اس نے پوچھا۔ ’’میں مرنے والی ہوں۔ میں تمہیں کچھ بتانا چاہتی ہوں۔ میرے دراز میں ایک خط پڑا ہے۔‘‘ میں نے اسے تلاش کر لیا۔ اس پر تین سال پہلے کی تاریخ درج تھی۔ اس میں لکھا تھا کہ

’’میڈم

مہربانی فرما کر مجھے اپنی بھتیجی جین آئر کا پتہ بھیج دیجیے۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ میرے پاس میڈیرا آ جائے۔ میں نے خوب دولت کمائی ہے اور لاولد ہونے کے باعث میں اسے اپنا وارث بنانا چاہتا ہوں۔‘‘

اس پر جان آئر کے دستخط تھے۔

’’تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں؟‘‘ میں نے پوچھا۔

’’کیونکہ مجھے تم سے نفرت تھی۔‘‘ اس نے کہا۔ ’’جس انداز سے تم مجھ سے ہم

کلام ہوتی تھی وہ میں برداشت نہیں کرسکتی تھی۔میں نے اسے بتادیا کہ تم لووڈ میں میعادی بخار سے مرچکی ہو۔''

اب غصہ کرنے کا وقت گزر چکا تھا۔میں نے اسے کھلے دل سے پورا پورا معاف کردیا۔لیکن میرا خیال ہے کہ وہ مجھے مکمل طور پر معاف نہیں کرسکتی تھی۔مجھ سے نفرت کرنے کی اس کی عادت اتنی راسخ تھی کہ اس کو توڑنا آسان نہیں تھا۔آدھی رات کے وقت وہ چل بسی۔



تھارن فیلڈ کو واپسی

گیٹس ہیڈ ہال سے مِل کاٹ کا سفر طویل اور سست تھا۔اس بار کوئی بگھی میری منتظر نہیں تھی۔لیکن میں نے برا نہیں مانا۔میں نے موسم بہار کی شام تھارن فیلڈ ہال کو پیدل چلتے ہوئے خوب لطف اٹھایا۔شاید مسٹر روچسٹر میرے متعلق سوچے گا بھی نہیں لیکن کم از کم میں بہت جلد اس کے ساتھ ہوں گی۔

گھر پہنچ کر میں نے اس کو دیکھا۔میں کانپ رہی تھی اور میں بے یقینی کی حالت میں رستہ بدلنے کے لیے مڑی۔لیکن مجھے دیر ہوگئی تھی۔۔اس نے مجھے دیکھ لیا تھا۔

''جین!'' وہ پکارا۔''پیدل آنے کی بجائے تمہیں بگھی بلانی چاہیے تھی۔تم نے طویل عرصہ کیوں گزارا؟''

''میں پھوپھی کے مرنے تک وہاں ٹھہری رہی، جناب۔'' میں نے کہا۔ مجھے امید تھی کہ میں اپنے چہرے سے وہ خوشی ظاہر نہ ہونے دوں جو اسے دیکھنے سے ملی۔

''اور تم دھند لکے میں ایسے ظاہر ہوئی جیسے مردوں کی دنیا سے بھوت ظاہر ہوتا ہے۔میں ہمیشہ سے یہ کہتا آیا ہوں کہ تم بھتنی ہو۔یقیناً تم میرے بارے میں

سب کچھ بھول چکی ہو۔'' اس نے کہا۔اس کی آواز سے صاف عیاں تھا کہ اسے اس بات کی بہت زیادہ پرواہ تھی کہ آیا میں نے اسے یاد رکھا تھا۔''میں نے ایک نئی بگھی خریدی ہے، جین۔۔اپنی دلہن کے لیے۔میری صرف یہ خواہش ہے کہ کاش میں اس میں اتنا پرشکوہ نظر آوں جتنی وہ نظر آئے گی۔تم میں جادو ہے۔۔کیاتم مجھے خوبرو بننے کا منتر سکھا سکتی ہو؟''

''یہ جادوئی طاقت سے ماورا چیز ہے، جناب۔''میں نے کہا۔وہ ایک عجیب ادا سے مسکرایا اور میرے ہمراہ گھر تک گیا اور میرے منہ سے بے ساختہ نکل گیا''گھر آ کر بہت اچھا لگا۔جس جگہ آپ ہو وہی میرا گھر ہے۔''

مجھے ایسا نہیں کہنا چاہیے تھا،لیکن یہ میرے بس سے باہر تھا۔میں اس کے آگے آگے تیزی سے چلنے لگی اور ایڈل اور مسز فیئر فیکس نے مجھے خوشی سے خوش آمدید کہا۔

اگلے دو ہفتے خاموشی سے گزرے۔ مجھے حیرت ہوئی کہ آنے والی شادی کا کسی نے ذکر نہیں کیا اور نہ ہی کوئی تیاری ہو رہی تھی۔مسٹر روچسٹر بھی کبھی انگریم پارک نہیں گیا۔میں حیران تھی کہ کیا مس انگریم نے اس کے بارے میں اپنی رائے بدلی تھی۔۔لیکن وہ تو پریشان نظر نہیں آتا تھا۔دراصل وہ غیر معمولی طور پر خوش دکھائی دیتا تھا اور میرے ساتھ پہلے سے زیادہ باتیں کرتا

رہا۔وہ پہلے سے زیادہ مہربان تھا اور میں اسے پہلے سے زیادہ چاہنے لگی



وسطِ گرما کی ایک شام

وسطِ گرما میں سورج بہت تیز تھا۔ گرمی کے ایک طویل اور گرم دن جب سورج غروب ہونے کے قریب تھا تو میں باغیچے میں چہل قدمی کرنے گئی۔ ہوا پھولوں کی خوشبو سے معطر تھی لیکن ایک دوسری قسم کی بو بھی آ رہی تھی۔

یہ مسٹر روچسٹر کا سگار تھا۔ وہ باغیچے میں داخل ہو رہا تھا۔ میں خاموشی سے کھسک جانا چاہتی تھی لیکن اس نے مجھے دیکھ لیا۔

''ایسی شام گھر کے اندر گزارنا شرم کی بات ہے۔'' اس نے کہا۔ ''کیا موسم گرما میں تمہیں تھارن فیلڈ میں مزہ آتا ہے؟''

''بہت زیادہ جناب۔''

''اور تم سادہ مزاج فیئر فیکس اور ننھی بےوقوف ایڈل کو پسند کرنے لگی ہو؟''

''جی جناب۔''

کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ میری شادی کے بعد تمہیں یہاں سے جانا چاہیے؟''

''تو تمہاری شادی ہونے والی ہے جناب۔''

''ہمیشہ کی طرح تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ جیسا کہ تمہیں معلوم ہے کہ ایڈل اور حسین بلانچ انگریم ایک چھت کے نیچے ایک ساتھ خوش نہیں رہ سکتیں۔ ایڈل کو سکول جانا ہوگا اور میں تمہارے لیے نوکری ڈھونڈنے کی کوشش کر رہا

ہوں۔ آئرلینڈ میں میرے دوست ہیں جن کو ایک اتالیق کی ضرورت ہے۔''

تھارن فیلڈ اور اس سے اتنا دور! میں نے آنسو روکنے کی کوشش کی اور مجھے امید تھی کہ وہ ان کو نہیں دیکھ پائے گا۔

'' چلو شاہ بلوط کے درخت تلے بیٹھتے ہیں۔'' اس نے تجویز دی اور میں اس کے پیچھے وہاں چلی۔ ''آؤ! ہم آخری رات اکٹھے گزارتے ہیں۔ تم بہت جلد مجھے اور تھارن فیلڈ کو بھول جاؤ گی۔''

''میں نہیں بھول سکتی۔'' میرا اپنے آپ پر قابو نہ رہا اور میں سسکیاں لینے لگی۔ ''مجھے تھارن فیلڈ چھوڑنا پسند نہیں۔ میں کتنی خوش ہوں، میں تم سے ملی ہوں، میں یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ یہاں سے جدا کر دی جاؤں۔''

''کیا تم ضرور جاؤ گی؟'' اس نے اچانک پوچھا۔

''ابھی ابھی تو تم نے بتایا کہ مجھے ضرور جانا ہے۔'' میں نے سسکی لی۔

''نہیں! تم یہاں رہو گی۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں۔''

''تم میرے جذبات سے کھیل رہے ہو۔'' میں چیخی۔ ''صرف اس لیے کہ میں سادہ، غریب اور غیر اہم ہوں۔ تم کیا سمجھتے ہو کہ مجھے کچھ محسوس نہیں ہوتا؟ اب میں تم سے برابری کی سطح پر بات کر رہی ہوں۔ میری خواہش ہے

کہ مجھ سے جدائی تمہارے لیے اتنی مشکل ہو جتنی تمہاری جدائی میرے لیے مشکل ہے۔''

''جین!'' اس نے مجھے بازوؤں میں جکڑ کر چوم لیا۔

''تمہاری شادی قریب ہے۔'' میں نے جدوجہد کرتے ہوئے کہا۔ ''تم اس خاتون سے شادی کرنے جا رہے ہو جس سے تم محبت نہیں کرتے۔ میں محبت کے بغیر شادی نہیں کروں گی، اس لیے میں تم سے بہتر ہوں۔ چھوڑ دیجیے مجھے۔'' میں نے مشکل سے اپنے آپ کو چھڑایا۔

''ہاں جین! تم ایک آزاد خاتون ہو۔'' اس نے کہا۔ ''اس لیے اب آزادی سے اپنے لیے انتخاب کرو۔ میں اپنا دل، اپنا ہاتھ اور اپنی ساری زندگی تمہیں پیش کرتا ہوں۔''

مجھے یقین نہیں آ رہا تھا۔ ''تم میرا مذاق اڑا رہے ہو۔'' میں نے کہا۔ ''تمہاری دلہن تو مس انگریم ہے۔''

''میری دلہن یہاں ہے۔ میری دلہن جو میری ہمسر ہے اور میری طرح ہے۔ جین! کیا تم مجھ سے شادی کرو گی؟''

ان سب باتوں پر یقین کرنا میرے لیے مشکل تھا اور میں کوئی جواب نہ دے سکی۔

''جین! کیا تم مجھ پر شک کرتی ہو؟''

''تمہاری سب باتوں پر۔'' میں نے کہا۔

''تم جانتی ہو کہ مجھے مس انگریم سے محبت نہیں۔ اس نے اصرار کیا۔'' اور وہ بھی مجھے نہیں چاہتی جب سے میں نے یہ ظاہر کیا کہ میں اتنا امیر نہیں جتنا نظر آتا ہوں۔ جین! مجھے تم سے محبت ہے۔ میں تمہیں اپنی خاطر اپنانا چاہتا ہوں۔''

چاند کی روشنی میں میں نے اس کا چہرہ غور سے دیکھا۔ سچی بات ہے کہ وہ یہ سب باتیں دل سے کہہ رہا تھا اور وہ فکر مند تھا۔

''مجھے قبول کرو جین!'' اس نے کہا۔ ''میرا نام ۔۔۔ ایڈورڈ ۔۔۔ اپنے نام کے ساتھ لگا کر مجھے قبول کر لو۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے تم سے محبت ہے۔''

''تو پھر جناب ۔۔۔ ایڈورڈ ۔۔۔ میں تم سے شادی کروں گی۔'' میں نے کہا۔

میں اپنے آپ کو جنت میں محسوس کر رہی تھی۔

جب ہم شاہ بلوط کے درخت کے نیچے بیٹھے تو اس نے مجھ سے بار بار پوچھا، ''کیا تم خوش ہو جین؟''

رات تاریک ہو گئی۔ آندھی نے زور پکڑا اور درخت مختلف قسم کی آوازیں پیدا

کرنے لگے۔طوفان کے آثار تھے لیکن ہم وہاں بیٹھے رہے حتٰی کہ بادل گرجنے لگے اور آسمانی بجلی کڑکنے لگی۔آدھی رات کے وقت ہم گھر پہنچے۔

''شب بخیر میری محبوبہ۔'' اس نے کہا اور بار بار میرا بوسہ لیا۔مسز فیئر فیکس سیڑھیوں میں حیران و پریشان کھڑی تھی۔رات کو اس نے میرے دروازے پر دستک دے کر پوچھا کہ آیا طوفان کی وجہ سے میں پریشان تو نہیں،لیکن میں تو اتنی خوش تھی کہ مجھے کسی چیز کا غم نہیں تھا۔

صبح ایڈل یہ کہنے کے لیے میرے پاس دوڑتی ہوئی آئی کہ رات شاہ بلوط کے درخت پر آسمانی بجلی گری ہے اور درخت درمیان سے دو حصوں میں کٹ گیا ہے۔



شادی کی تیاریاں

طوفانی رات کے بعد ایک حسین صبح آئی اور زندگی میں پہلی بار مجھے یہ احساس ہوا کہ میں دیکھنے کے قابل ہوں۔مسٹر روچسٹر کا بھی یہی خیال تھا جب معمول کی صبح بخیر کہنے کی بجائے اس نے مجھے بانہوں کے دائرے میں لے کر چومنا شروع کیا۔

''کیا یہ میری پیلی بھتنی ہے؟''اس نے کہا''یہ چمکدار چہرے والی لڑکی؟'' میں تمہارے لیے لندن سے اپنے خاندانی زیورات منگواؤں گا۔''

''میں پھر بھی صرف جین آئر ہوں۔''میں نے کہا۔ایک نواب زادی کی طرح پوجا جانا مجھے پسند نہیں تھا۔

''چار ہفتوں میں تم جین روچسٹر بن جاوگی۔''اس نے کہا اور نئے نام کی سوچ نے مجھے چونکا دیا۔بلکہ ایک طرح سے مجھے ڈر بھی لگا۔

اس نے تجویز دی کہ شادی دھوم دھام سے نہ ہو اور ہم ہنی مون یورپ میں منائیں۔''مجھ سے کچھ بھی مانگو جین! خدا کے لیے،کچھ بھی۔''اس نے منت کی۔

''تو پھر مہربانی فرما کر زیورات نہ منگوائیے۔''میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اگر تمہاری یہی خواہش ہے جین''اس نے کہا،''لیکن یہ تو کچھ مانگنا نہ ہوا۔

دوبارہ مانگو۔''

''تو پھر مجھے ایک راز کی بات بتا دو۔'' میں نے کہا۔ اس روز پہلی دفعہ اس نے تیوری چڑھائی۔

''یہ تو بہت خطرناک درخواست ہے۔'' اس نے کہا۔ ''میں جواب دینے کا وعدہ نہیں کرتا۔''

''تو کیا مجھے رو دھو کر منت زاری کرنی پڑے گی؟'' میں نے اسے ستانے کے لیے کہا۔

''یہ حربے مت آزماؤ۔'' اس نے خبردار کیا۔ ''تم کیا جاننا چاہتی ہو؟''

''تم نے بلانچ انگیریم سے شادی کرنے کا ڈھونگ کیوں رچایا؟''

وہ مطمئن ہو کر مسکرایا۔ ''بس یہی کچھ؟ میں نے یہ سب کچھ صرف اس لیے کیا کہ تم بھی مجھ سے اتنی محبت کرنی لگو جتنی میں تم سے کرتا تھا۔ میں چاہتا تھا کہ تم میں حسد پیدا ہو۔''

''یہ تو اس کے جذبات پر ظلم ہوا۔''

''اس میں غرور کے علاوہ کوئی جذبات نہیں۔ میرے ساتھ قصبے چلو۔ جب تک تم اپنا نقاب لاؤ گی میں مسز فیئر فیکس کو یہ خوشخبری سناتا ہوں۔''

مسز فیئر فیکس کے لیے یہ بالکل خوشخبری نہیں تھی۔ میں نے بعد میں اس کے

کمرے کا چکر لگایا۔

''تو کیا تم واقعی مسٹر روچسٹر سے شادی کرنے جا رہی ہو؟'' اس نے پوچھ لیا۔ ''وہ تو عمر میں تمہارے باپ کے برابر ہے۔ مجھے امید ہے کہ سب کچھ ٹھیک ہوگا، لیکن مجھے اس میں شک ہے۔''

قصبے میں مسٹر روچسٹر نے درجن بھر کپڑوں کے لیے ریشم خریدا لیکن میں نے اصرار کیا کہ جب تک ہماری شادی نہیں ہوتی تب تک میں ان کو نہیں پہنوں گی، اس دن تک میں چاہتی تھی کہ وہ آقا رہے اور میں ملازمہ۔ میں ایڈل کو پڑھاؤں گی، اس کے ساتھ کھانا کھاؤں گی اور وہی پرانے کپڑے پہنوں گی جو میں اپنے ساتھ لووڈ سے لائی تھی۔ یہ سن کر مسٹر روچسٹر بڑبڑایا لیکن میں جانتی تھی کہ اسے میری آزادی پسند آئی تھی۔

ہر شام سات بجے وہ مجھے بلاتا۔ اب مجھے تنگ کرنے کی غرض سے اس نے ''محبوبہ'' کی بجائے ''اشتعال دلانے والی تپلی'' اور ''بھتنی'' جیسے ناموں سے مجھے بلانا شروع کیا اور ایسا مجھے بہت اچھا لگا۔

اب وہ میرا کان چومنے کی بجائے مروڑتا جو میرے لیے بہت موزوں تھا۔ میں حد سے زیادہ چاہت سے گھبرا گئی لیکن جب تک میں اسے تنگ کرتی رہی اور اسے اشتعال دلاتی رہی اس وقت تک وہ مجھے فرشتہ نہ سمجھتا۔

آخر مڈیرا میں اپنے چچا کے بارے میں جان کر میں نے اسے خط لکھ کر بتا دیا
کہ مسز ریڈ نے ان سے جھوٹ بولا تھا۔ وہ میرا واحد رشتہ دار تھا اور میں
چاہتی تھی کہ اسے معلوم ہو کہ میں زندہ ہوں اور شادی کرنے والی ہوں۔
مسز فیئر فیکس نے ہماری شادی کے متعلق اپنی رائے بدل دی جب اس نے
دیکھا کہ مسٹر روچسٹر میرے ساتھ کتنا خوش ہے۔ اس وقت میں صرف اس کا
خیال رکھتی۔ وہ میری دنیا تھی۔



نقاب

شادی کو ایک دن رہ گیا تھا۔ میرے تمام صندوق لندن ہوٹل بھیجے جانے کو
تیار تھے۔ مسٹر روچسٹر نے خود ان پر ''مسز روچسٹر'' کے لیبل چسپا کیے اور پتہ
درج کیا۔ ''مسز روچسٹر'' کے کپڑے میری الماری میں آویزاں تھے، لیکن
جب تک میں جین آئر رہی میں نے ان کو نہیں پہنا۔

اس دن میں بہت مضطرب اور پریشان تھی، اور ایڈورڈ گھر پر نہیں تھا۔ جب
دیر ہو گئی تو میں اس سے ملنے سڑک پر دوڑنے لگی۔ اس کے گھوڑے کی ٹاپوں
کی آواز سن کر اور پائلٹ کو آگے آگے دوڑتے دیکھ کر میں خوش ہو گئی اور اس
سے زیادہ خوشی اس بات کی ہوئی کہ وہ مجھے گھوڑے پر اپنے ساتھ بٹھا کر
واپس لے گیا۔ اس کی صرف یہ وجہ نہیں تھی کہ وہ مجھے یاد آ رہا تھا۔ ایک رات
پہلے کچھ ایسا ہوا جس نے مجھے خوفزدہ اور پریشان کیا تھا۔

ہم رات کو دیر تک اکھٹے بیٹھے رہیں۔ اس نے مجھے میرا وعدہ یاد دلایا کہ شادی
سے ایک رات قبل میں اس کے پاس دیر تک بیٹھوں گی۔

''تم پریشان ہو جین۔'' اس نے کہا۔ ''میری غیر موجودگی میں کچھ ہوا تو
نہیں؟''

''پچھلی رات میں نے بے چین رات گزاری۔ برے سپنوں میں میں نے

تمہیں خود سے بچھڑتے دیکھا۔'' میں نے کہا۔

''تمہارا جوش کچھ زیادہ ہے۔کیا صرف یہ بات تھی؟''

''جب میں جاگی تو میرے کمرے میں روشنی تھی اور میں یہ سمجھی کہ صبح ہوگئی ہے۔۔لیکن یہ تو شمع کی روشنی تھی۔الماری کے قریب کوئی چیز ہل رہی تھی۔میں نے عروسی جوڑا دروازے پر اس خوبصورت نقاب کے ساتھ لٹکایا تھا جو تم نے لندن سے بھیجا تھا۔میں بیٹھ گئی اور مجھے نظر آئی۔۔۔''

''کوئی نوکرانی؟'' مسٹر روچسٹر نے کہا جب میں ہچکچائی۔

''نہیں۔'' میں نے لرزتے ہوئے کہا۔''وہ ایک خاتون تھی، لمبی اور بڑی جس کے گھنے سیاہ بال تھے۔اس نے میرا نقاب پہن کر آئینے میں دیکھا اور مجھے بہت خوفناک چہرہ دکھائی دیا، اس کا رنگ اڑا ہوا تھا، بلکہ گلابی تھا اور اس سے وحشت عیاں تھی۔اس کی آنکھوں میں خون اترا تھا اور ہونٹ سوجے ہوئے تھے اور اس نے آئینے پر نظریں گاڑی تھیں۔''

وہ میری بات نہایت غور سے سن رہا تھا اور اس کی پیشانی پر بل آئے۔

''پھر کیا ہوا؟'' اس نے زور سے پوچھا۔

''اس نے نقاب کو دو حصوں میں پھاڑا اور اس کو روندھنے لگی اور شمع اپنے ساتھ لے گئی، لیکن پھر وہ رک گئی۔اس نے مجھے دیکھ لیا۔وہ مجھ پر جھک

گئی۔۔وہ خوفناک چہرہ۔۔۔میں بے ہوش ہوگئی۔وہ کیا چیز تھی جناب؟''

''بس تم سہم گئی تھی جین۔کچھ بھی نہیں تھا۔''

''وہ حقیقت تھی۔نقاب میری خوابگاہ کے فرش پر پڑا ہے اور دو حصوں میں پھٹا ہے۔''

مسٹر روچسٹر نے تیز سانس لی اور لرز اٹھا پھر اس نے مجھے بازوؤں کے حلقے میں لیا۔''خدا کا شکر ہے کہ پردے کے ساتھ ایسا ہوا۔'' اس نے کہا اور مجھ پر اپنی گرفت مضبوط کر لی۔

''ہاں جین۔'' آخر اس نے کہا۔''پچھلی رات گریس پول تمہارے پاس آئی تھی۔چونکہ تم برے خواب دیکھتی ہو اس لیے وہ تمہیں کوئی بھتنی دکھائی دی۔مجھے معلوم ہے کہ تم اس بات پر حیران ہو کہ میں نے اسے آخر کیوں یہاں رکھا ہے۔شادی کے ایک سال بعد میں تمہیں وضاحت سے بتا دوں گا، جین۔''

میں اس وضاحت سے مطمئین نہیں تھی لیکن میں جانتی تھی کہ وہ اتنی ہی وضاحت دے گا۔دیر ہوگئی تھی اور مجھے سونا تھا۔

''جین۔'' اس نے کہا۔''آج رات ایڈل کے ساتھ بچوں کے کمرے میں سو جاؤ۔تمہیں اکیلا نہیں ہونا چاہیے۔کمرہ اندر سے بند کر لو۔''

اس نے پردہ اٹھا دیا۔ باہر رات بڑی خوبصورت تھی۔

''شب بخیر۔'' اس نے کہا۔

''خوبصورت سپنے دیکھو۔''

لیکن پریشانی کی وجہ سے نیند مجھ سے کوسوں دور تھی۔



شادی

سوفی نے کپڑے پہننے میں مجھے مدد دی اور کچھ ایسا کیا کہ میں بمشکل اپنے آپ کو پہچان پائی اور میرے تیار ہونے سے پہلے مسٹر روچسٹر مجھے آوازیں دینے لگا۔ میں بہت حیران تھی جب وہ بہت جلدی میں مجھے گرجا لے گیا، پتہ نہیں کیوں وہ اتنا خاموش اور سنجیدہ تھا۔ وہ میرے آگے آگے اتنے تیز قدم اٹھاتا ہوا چل رہا تھا کہ میں بمشکل اس کا ساتھ دے پائی۔ گرجا کے پیچھے دو اجنبی کھڑے تھے لیکن ایسا لگتا تھا کہ اس نے انھیں نہیں دیکھا۔

ہم گرجے کے اندر اپنی مخصوص جگہ بیٹھ گئے۔ پادری نے رسم کا آغاز کیا اور اس حصے پر آ پہنچا جہاں دلہا اور دلہن سے یہ پوچھا جاتا ہے کہ کوئی ایسی وجہ تو نہیں جس کے باعث ان کو شادی سے انکار ہو۔ ہم اپنی اپنی قسم اٹھانے کو تیار تھے کہ ایک بلند اور صاف آواز نے اس سنجیدہ لمحے میں مداخلت کی۔

''یہ شادی نہیں ہوسکتی۔ اس میں ایک رکاوٹ ہے۔''

مسٹر روچسٹر کا توازن تھوڑا سا بگڑ گیا لیکن پھر اس نے قدم جمائے۔

''جاری رکھو۔'' اس نے پادری کو حکم دیا۔

''جب تک میں سب کچھ سن نہیں لیتا میں جاری نہیں رکھ سکتا۔'' پادری نے جواب دیا۔

مسٹر روچسٹر کا ردِعمل صرف یہ تھا کہ اس نے میرا ہاتھ تھاما۔ اس کی گرفت کتنی مضبوط تھی۔ اس کی آنکھیں وحشت سے بھری ہوئی تھی اور ہر چیز پر نظر رکھے تھیں۔

بولنے والا سامنے آ گیا۔ اس نے بہت صاف، پرسکون اور دھیمی آواز میں بات کی۔ ''مسٹر روچسٹر پہلے سے شادی شدہ ہے۔'

میرے اعصاب میں سنسنی اور ہلچل پیدا ہوگئی۔ میں ثابت قدم رہی۔ میں نے مسٹر روچسٹر کے چہرے پر نظریں گاڑ دیں جو بہت سخت دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے میرے شانے پر ہاتھ رکھ کر مجھے اپنے قریب کیا۔

''میرا نام بریگز ہے۔ میں قانونی مشیر ہوں۔'' اجنبی نے کہا۔

''مسٹر روچسٹر! پندرہ برس قبل آپ نے جمیکا کی برتھا میسن سے شادی کی تھی۔ شادی کے کاغذات کی نقول میرے پاس ہیں۔''

''اگر ان سے ثابت ہوتا ہے کہ میں شادی شدہ ہوں تو ان سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ میری بیوی زندہ ہے۔''

''وہ تین برس قبل زندہ تھی۔'' ایک دوسری آواز نے کہا اور بولنے والا سامنے آیا۔ یہ مسٹر میسن تھا۔

''مسٹر روچسٹر پر کپکپی طاری ہوگئی اور اس کا چہرہ تاریک ہو گیا۔ مسٹر میسن کا

رنگ پیلا پڑ گیا۔

''مسز روچسٹر میری بہن ہے۔'' مسٹر میسن نے کہا۔ ''وہ تھارن فیلڈ میں رہتی ہے۔''

مسٹر روچسٹر کی طرف سے طویل خاموشی تھی۔ آخر اس نے کہا: ''کافی ہو گیا! آج کوئی شادی وادی نہیں ہوگی۔ ہاں! میری ایک بیوی ہے جو بقیدِ حیات ہے۔ جب میسن کے خاندان والوں نے دھوکے سے اس کی شادی مجھ سے کرائی تو وہ جانتے تھے کہ وہ بتدریج پاگل پن کی طرف گامزن ہے۔ اس کی ماں بھی ایک پاگل شرابی تھی جو پہلے ہی سے دارالامان میں داخل تھی۔ بیٹی بھی اس کے نقشِ قدم پر چل رہی تھی۔ انھوں نے یہ سب کچھ مجھ سے چھپا کر رکھا۔ اس کے ساتھ رہتے ہوئے میں نے کیا کچھ نہیں دیکھا! کیا مجھے یہ حق حاصل نہیں کہ اس فضول بندھن کو توڑ کر حقیقی شادی کرلوں؟ جین معصوم ہے، اسے اس بارے میں کچھ علم نہیں۔ میرے ساتھ آؤ!''

وہ ہم سب کو تھارن فیلڈ لے گیا اور ہاتھ سے نوکروں کو سامنے سے ہٹنے کا اشارہ کیا جو ہمارے استقبال کے انتظار میں کھڑے تھے۔ میرا ہاتھ تھامے وہ ہمیں تیسری منزل پر لے گیا اور گریس پول کے کمرے کا دروازہ کھول دیا۔

گریس آگ کے نزدیک بیٹھی تھی۔

''گریس! آج اس کی طبیعت کیسی ہے؟''مسٹر روچسٹر نے پوچھا۔

''پھرتیلی، لیکن آج غصہ ذرا کم ہے، شکریہ جناب۔'' گریس نے کہا۔۔۔

لیکن وہ چیز اچھل کر مسٹر روچسٹر پر حملہ آور ہوگئی۔ اس نے فوراً مجھے بچانے کی غرض سے اپنے پیچھے دھکیل دیا۔ جب وہ اس بڑی اور طاقتور پاگل خاتون سے پنجہ آزما ہوا تو دوسرے آدمی پیچھے ہٹ گئے۔ بے پناہ قوت سے وہ اس کو ضرر پہنچانے اور کاٹنے کے لیے لڑ رہی تھی۔ وہ اس پر وار کر سکتا تھا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔ اس نے اس کے ہاتھ قابو کر لیے اور آخر گریس کی مدد سے اسے ایک کرسی سے باندھ دیا۔

''حضرات! ملاحظہ فرمایئے، یہ میری بیوی ہے۔'' اس نے کڑوی ہنسی ہنستے ہوئے کہا اور اپنا ہاتھ میرے کاندھے پر رکھ دیا۔'' کیا تم مجھے موردِ الزام ٹھہراتے ہو کہ میں جین کے ساتھ خوشی کا متلاشی ہوں؟''

وکیل میری طرف مڑا۔''میں تمہارے چچا کو اطلاع دے دوں گا۔'' اس نے کہا۔

''میرا چچا! اس کا اس معاملے سے کیا لینا دینا؟''

''تمہارا چچا جان آئیر مسٹر میسن کو جانتا ہے۔ جب تم نے اسے لکھا کہ تم مسٹر روچسٹر سے شادی کرنے والی ہو تو اس نے مسٹر میسن کو بتا دیا۔''

میں اپنے کمرے میں گئی اور خود کو مقفل کر دیا اور اپنے سادہ کپڑے پہن لیے۔

اپنے بازوؤں پر سر رکھ کر میں نے رونا شروع کیا۔ بدبختی سائے کی طرح میرے ساتھ لگی تھی۔



فیصلہ

میں سارا دن وہاں رہی۔ آخر جب میں نے سر اٹھایا تو سورج غروب ہونے والا تھا۔ میں اٹھی تو مجھے معلوم تھا کہ مجھے تھارن فیلڈ اور ایڈورڈ روچسٹر کو چھوڑنا ہے۔

جب میں کھڑی ہوئی تو میرا سر چکرایا۔ پچھلی رات سے میں نے کچھ نہیں کھایا تھا۔ میں لڑکھڑاتی ہوئی اپنے کمرے سے نکلی اور مسٹر روچسٹر کے ہاتھوں میں گر پڑی۔

''کیا تم غصہ نہیں ہو جین؟'' اس نے مجھے پکڑتے ہوئے نرمی سے پوچھا۔

''میں نے یہاں سارا دن انتظار کیا لیکن تم نے چپ کا روزہ رکھا ہے۔ میں تمہیں اذیت نہیں دینا چاہتا تھا۔ کیا تم مجھے معاف کر سکتی ہو؟''

میں نے اسے بالکل معاف کر دیا۔ میں جانتی تھی کہ اس کے منہ سے نکلا ہوا ہر لفظ اس کے دل سے نکلا ہے۔

وہ مجھے سیڑھیوں کے رستے نیچے لے گیا اور میرے لیے کھانے پینے کی چیزیں لایا۔ میرے ہوش بجا ہونے لگے۔ وہ مجھے چومنا چاہتا تھا لیکن میں نے منہ پھیر لیا۔

''اب سب کچھ بدل چکا ہے، جناب۔'' میں نے کہا۔ ''تم ایک عدد بیوی کے

شوہر ہو۔ مجھے یہاں سے جانا ہوگا۔''

''تمہیں یہاں رکھ کر میں نے غلطی کی۔'' اس نے کہا۔ ''تھارن فیلڈ پر اس منحوس عورت کا سایہ ہے۔ کیا اب تمہیں مجھ سے محبت نہیں رہی؟''

''میں تمہیں پہلے سے زیادہ چاہتی ہوں۔'' میں نے کہا۔ میں اپنے آنسو نہ روک سکی۔ ''اسی وجہ سے تو میں جا رہی ہوں۔ یہ جان کر کہ تمہاری کسی اور سے شادی ہو چکی ہے، میں آپ کے ساتھ نہیں رہ سکتی۔''

''میں تو اسے شادی نہیں سمجھتا۔ جین تم میری بیوی ہو گی۔ میرے ساتھ فرانس چلو جہاں میری حویلی ہے۔ وہاں تم مسز روچسٹر کے نام سے پہچانی جاؤ گی اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ شوہر کی حیثیت سے میں تمہارا وفادار رہوں گا۔ میں صرف تمہیں اپنی بیوی سمجھوں گا۔''

''لیکن یہ جھوٹ ہوگا کیونکہ میں صرف تمہاری نوکرانی ہوں گی۔ میں اس حیثیت سے نہیں رہ سکتی۔''

''جین، مجھ پر ترس کھاؤ۔'' اس نے منت سماجت کی۔ اس کا چہرہ زرد اور آنکھیں سرخ تھیں۔ اس نے میرا ہاتھ پکڑا۔ ''میری بات سنو تو تم سب کچھ سمجھ جاؤ گی۔''

وہ دیر تک باتیں کرتا رہا۔ اس نے مجھے بتایا کہ کس طرح میسن خاندان والوں

نے دھوکے سے اس کی شادی کرائی اور کس طرح اس نے برتھا کے ساتھ عذاب بھری زندگی گزاری۔اس کے غضب اور نا قابل بیان رویے کی وجہ سے اس نے خودکشی کا فیصلہ کیا تھا لیکن آخر اس نے مصمم ارادہ کیا کہ وہ اسے تھارن فیلڈ میں رکھے گا۔اس کے بعد اس نے کئی سال تک سیر وسیاحت کی اور کئی معاشقے لڑائے لیکن کوئی بھی چیز اسے خوشی نہ دے سکی۔

’’پھر میں گھر آیا اور مجھے تم ملی۔میں تنگ گلی میں گرا تھا اور چھوٹی بھتنی کی طرح تم نے میری مدد کی۔صرف تم میری سچی محبت ہو۔تم میرے لیے فرشتہ ہو،تم میری زندگی کا مرکز ہو۔کیا تم بیوی کی طرح میرے ساتھ نہیں رہ سکتیں؟‘‘

’’نہیں جناب۔اس لیے کہ میں تمہاری بیوی نہیں ہوں۔‘‘

’’تو کیا واقعی تمہارا یہی مطلب ہے؟‘‘

’’بالکل‘‘میں نے جواب دیا۔

اس نے مجھے اپنے ہاتھوں میں اٹھا کر چوما۔’’اب بھی تم ایسا سمجھتی ہو؟‘‘

’’میں اب بھی ایسا سمجھتی ہوں۔‘‘میں نے اسے خود سے دور دھکیل دیا۔

’’تمہارے بغیر میرا کیا ہوگا؟ یہ ظلم ہے جین۔یہ کمینہ پن ہے۔‘‘

’’خدا پر اور خود پر بھروسہ رکھو۔تم بچ نکلو گے۔‘‘میں نے کہا،لیکن جب میں

دروازے کی طرف بڑھی تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

’’کیسے تم اتنی نازک اور اتنی طاقتور ہو۔جین! میرا خیال کرو۔‘‘

میں نے باہر جانے کی کوشش کی لیکن ایک چیخ مار کر اس نے خود کو صوفے پر گرا دیا اور میں اس کی جذباتی سسکیاں برداشت نہ کر سکی۔میں واپس ہوئی، اسے دوبارہ چوما اور اس کے بال ٹھیک کر لیے۔

’’خدا آپ کو خوش رکھیں اور اس مہربانی کا اجر دیں جو آپ نے میرے ساتھ کی ہے۔‘‘

’’تمہاری محبت سے بڑھ کر اور اجر کیا ہوگا۔‘‘اس نے کہا اور میری طرف بڑھنے لگا لیکن میں جلدی سے باہر نکل گئی۔

صبح سویرے سب کے جاگنے سے پہلے میں تھارن فیلڈ سے نکلی۔میں نے صرف وہ چیزیں ساتھ لیں جو میری اپنی تھیں۔میں نے اس کے خریدے ہوئے زیورات اور کپڑے وہاں چھوڑ دیے۔

میں وہاں سے گزرنے والی پہلی بگھی میں سوار ہوگئی اور میرے پاس جتنے پیسے تھے وہ سب کوچوان کو دے کر اس سے کہا کہ مجھے تھارن فیلڈ سے اتنا دور لے جائے جتنا وہ لے جا سکتا تھا۔مجھے معلوم تھا کہ میرے یوں چلے جانے سے مسٹر روچسٹر کو کتنا دکھ ہوگا۔میرے لیے یہ بہت افسوس کی بات تھی اور اس وجہ

سے مجھے اپنے آپ سے نفرت ہونے لگی۔

☆☆☆☆☆☆

کھادر

دو دن بعد کوچوان ایک دلدلی علاقے میں چوراہے پر رک گیا۔ میرے پاس آگے جانے کے لیے پیسے نہیں تھے۔

مجھے کسی خاص راستے پر جانے کی فکر نہیں تھی اس لیے میں اس بنجر علاقے میں پیدل چلتی رہی حتیٰ کہ اندھیرا پھیل گیا اور کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ پھر میں نے روٹی کا وہ آخری ٹکڑا کھا لیا جو میرے پاس بچا تھا، مسٹر روچسٹر کے لیے دعا پڑھی اور کھلے آسمان کے نیچے سو گئی۔ اگلے روز میں چلتی رہی۔ بھوک اور تھکن سے نڈھال میں ایک گاؤں پہنچ گئی۔

میں نے کام مانگا لیکن کسی نے میری مدد نہیں کی اور میری بھوک تکلیف دہ بن گئی۔ میں ایک بیکری کی دکان پر بھی گئی اور ایک چپاتی کے بدلے اپنے دستانے پیش کیے لیکن انھوں نے مجھے وہاں سے دھتکار دیا۔ مجھے معلوم ہوا کہ بھکارن بن کر کیسا محسوس ہوتا ہے کیونکہ میں نے ایک کسان سے تھوڑی سی روٹی کی بھیک مانگی۔

اس رات گیلی زمین پر میں بری طرح سوئی اور اگلا دن بارش میں آوارہ گردی کرتے ہوئے گزارا۔ پورے دن میں وہ ٹھنڈا دلیا میں نے کھایا جو کسی نے خنزیروں کو کھلانے کے لیے بنایا تھا۔ رات کو میں بنجر علاقے میں گھومتی

رہی۔میرا خیال تھا کہ کسی دوسری جگہ مرنے سے وہاں مرنا اچھا رہے گا۔
دور سے روشنی نظر آ رہی تھی جو شاید کسی مکان کی کھڑکی تھی۔اس وقت میں گیلی زمین پر گرنا چاہتی تھی لیکن میں نے کسی نہ کسی طرح اپنے آپ کو روشنی کی طرف گھسیٹا حتیٰ کہ میں ایک باغ کی چاردیواری اور بڑے دروازے کے قریب پہنچ گئی۔میں ڈگمگاتی ہوئی کھڑکی کی طرف گئی۔

میں نے دیکھا کہ کمرے میں آگ روشن ہے اور وہ بہت پرسکون اور آرام دہ ہے۔ایک معمر خاتون کچھ بن رہی تھی اور نوجوان لڑکیاں بیٹھی ہوئی تھیں اور باتوں میں مصروف تھیں۔ان کے مہربان چہروں کو دیکھ کر میں انھیں پسند کرنے لگی۔جب معمر خاتون کھڑی ہوگئیں اور کمرے سے نکل گئیں تو میں نے دروازے پر دستک دی اور اس نے دروازہ کھولا۔

''تم کیا چاہتی ہو؟''اس نے پوچھا۔

''سر چھپانے کی جگہ اور کھانا۔''میں نے کانپتے ہوئے منت کی۔

''ہم تمہاری جیسی آوارہ لڑکی کو گھر میں نہیں رکھ سکتے۔''اس نے کہا۔''روٹی خریدنے کے لیے میں تمہیں ایک پنی دے سکتی ہوں۔''

''مجھ میں مزید آگے جانے کی سکت نہیں۔۔خدا کے لیے میری مدد کیجیے۔''میں نے منت زاری کی۔لیکن اس نے زور سے دروازہ بند کر کے کنڈی

چڑھا دی۔مصیبت اور مایوسی نے مجھ پر غلبہ پایا اور میں سسکیاں لیتی ہوئی دروازے کے باہر گر پڑی۔امید اور حوصلے نے میرا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔

''میں خدا پر یقین رکھتی ہوں اور اپنی جان اس کے حوالے کرتی ہوں۔''میں نے کہا۔

'' شاید ابھی نہیں!'' میرے نزدیک سے ایک نوجوان آدمی کی آواز آئی۔پھر باتیں کرنے والے آدمی نے دروازے پر ضربیں لگائیں اور اس نے مجھے کھڑا ہونے میں مدد دی۔وہ مجھے گرم باورچی خانے میں لے گیا جہاں میں ایک کرسی میں گر پڑی۔ایک خاتون میرے لیے روٹی اور دودھ لائی جبکہ دوسری نے میرا گیلا نقاب اتارا اور بڑی فکرمندی اور نرمی سے پوچھا کہ میں کون ہوں۔

''جین ایلیٹ'' میں نے کہا۔اس وقت میرے ذہن میں صرف یہی نام آیا۔انھوں نے پوچھا کہ میں کہاں سے آئی ہوں لیکن میں خاموش رہی۔

جب میں آگ کے قریب بیٹھ کر اونگھ رہی تھی تو وہ وہاں سے چلے گئے۔جب وہ واپس آئے تو نوکرانی مجھے سیڑھیوں پر اوپر لے گئی۔اس نے میرے گیلے کپڑے اتارنے اور ایک گرم اور خشک بستر پر لیٹنے میں مدد دی۔خدا کا شکر ادا کر کے میں سوگئی۔

مور ہاؤس

میں تین دن تک بیمار پڑی رہی اوران لوگوں کو جان گئی جو میری دیکھ بھال کر رہے تھے۔نو جوان کا نام سین جان ریورز تھا۔نو جوان لڑکیاں ڈیانا اور میری تھیں۔وہ اس کی بہنیں تھیں۔خادمہ حِنا مجھ پر بھروسہ نہیں کرتی تھی لیکن دونوں بہنیں مجھ پرمہربان اورمیرے بارے میں فکرمند تھیں۔

چوتھے دن میں اٹھ گئی اور مجھے معلوم ہوا کہ انھوں نے میرے کپڑے دھو کر استری کیے ہیں۔باورچی خانے سے گرما گرم روٹی کی بو آ رہی تھی۔ جا کر دیکھا کہ حِنا روٹی پکانے میں مصروف ہے۔جب اس نے مجھے پاک،صاف اور مدد پرآمادہ دیکھا تو وہ بھی مجھے تھوڑی سی پسند کرنے لگی۔

روٹیاں پکاتے ہوئے وہ کھل کر باتیں کرنے لگی۔ مجھے معلوم ہوا کہ اس مکان کو مور ہاؤس کہا جاتا ہے اور کئی پشتوں سے یہ ریورز خاندان کی ملکیت ہے لیکن وہ بہت کم ہی گھر پر ہوتے ہیں۔سین جانچ چندمیل دورمورٹن نامی ایک چھوٹے سے علاقے کے گرجے میں پادری تھا اور وہاں رہتا تھا۔ڈیانا اور میری دونوں اتالیق تھیں اور باہر کام کرتیں۔وہ صرف مختصر مدت کے لیے مور ہاؤس آتیں۔ وہ ایک دوسرے کے قریب اور ایک دوسرے کو چاہنے والے لوگ تھے اور بہنیں خصوصاً ڈیانا میری خاص دوست بن گئیں۔

سین جان میرے خیال میں تقریباً تیس برس کا لمبا،خوبرو اور دبلا پتلا نوجوان تھا۔وہ کافی خوش شکل تھا اور بڑے خلوص اور شدت سے باتیں کرتا تھا۔ مجھے معلوم تھا کہ وہ ہر وقت مجھ پر گہری نظر رکھے تھا جیسے وہ تمام تفصیلات کو معلوم کرنا چاہتا ہو۔وہ بار بار پوچھتا کہ میرا تعلق کہاں سے تھا اور میرے عزیز اور رشتہ دار کون تھے، اگرچہ اس موضوع کا ذکر ہوتے ہی میری آنکھوں میں آنسو آجاتے۔لیکن مجھے محسوس ہوا کہ ان کو کچھ وضاحت دینا ان کا حق بنتا تھا۔

''میرا کوئی خاندان نہیں۔'' میں نے کہا۔'' مجھے اپنے والدین کا کچھ علم نہیں۔میرا باپ ایک نائب پادری تھا۔میں رشتہ داروں کے ہاں رہی، پھر لووڈ سکول گئی، اتالیق کے طور پر کام کیا۔میں آپ کو یہ نہیں بتا سکتی کہ میں کیوں وہاں سے چلی آئی لیکن تمہیں سمجھنا چاہیے کہ جو کچھ بھی ہوا اس میں میرا کوئی قصور نہیں۔میں خاموشی سے خفیہ طور پر وہاں سے چلی آئی اور اگر آپ لوگ مہربانی نہ کرتے تو میں مر چکی ہوتی۔''

'' سین جان! اسے اکیلا چھوڑ دو۔'' ڈیانا نے کہا۔'' مس ایلیٹ! بیٹھ جایئے۔''

میں اپنے غلط نام کے بارے میں بھول چکی تھی اور اس کی بات کا جواب نہیں

دیا۔سین جان نے اس بات کو محسوس کیا۔

''کیا یہ تمہارا حقیقی نام نہیں؟''

''میں اپنا حقیقی نام نہیں بتا سکی۔'' میں نے کہا۔''اس سے میری شناخت ظاہر ہو جاتی۔''

''میں سمجھ سکتی ہوں۔'' ڈیانا نے کہا۔''سین جان! اسے سکون سے رہنے دو۔'' اس نے ایسا کیا لیکن زیادہ دیر کے لیے نہیں۔

''اب آگے آپ کیا کرنا چاہتی ہیں؟'' اس نے پوچھا۔

''کام تلاش کر کے اپنی روزی کمانا چاہتی ہوں۔'' میں نے کہا۔''کیا آپ میری مدد کریں گے؟ کوئی بھی مناسب سا کام۔ مجھے نوکرانی بننے میں کوئی عار نہیں۔اور کیا میں اپنا نیا مکان ڈھونڈنے تک یہاں رہ سکتی ہوں؟''

''کیوں نہیں۔'' ڈیانا نے کہا۔

''میری بہنیں تمہیں ایک پالتو کی طرح رکھنا پسند کریں گی لیکن میں تمہیں آزاد وخود مختار بننے میں مدد دوں گا۔'' سین جان نے کہا۔وہ مجھے ان باتوں سے تھکا کر خود اپنی کتاب پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔



جدائی

میں اس بنجر علاقے، پتھریلے مکان اور نئے دوستوں، ڈیانا اور میری کو چاہنے لگی۔سین جان عموماً گھر سے باہر ہوتا۔وہ بڑی محنت کرتا، بیماروں اور غریبوں کا خیال رکھتا اور ہر قسم کے موسم میں ان کے پاس جاتا۔لیکن اتنی محنت اور دل لگا کر کام کرنے کے باوجود وہ خوش دکھائی نہیں دیتا تھا۔

ایک مہینے کے بعد ڈیانا اور میری کا استانیوں کے طور پر اپنے کام پر جانے کا وقت آ پہنچا۔سین جان کے پاس میرے لیے ایک بڑی خبر تھی۔

مس روزامنڈ آلیور نامی ایک نوجوان امیر خاتون کی مدد سے وہ مارٹن میں غریب بچوں کے لیا سکول کھول رہا تھا۔کیا میں استانی بنوں گی؟ تنخواہ بھی تھی اور ایک آراستہ چھوٹی سی کوٹھی بھی۔میں نے فوراً قبول کر لیا۔

''کیا تم یقین سے کہتی ہو؟'' اس نے پوچھا۔''یہ دیہاتی سکول ہے، دیہاتی گنوار لڑکیوں کو پڑھنا لکھنا سکھانا ہے۔کوئی فرانسیسی نہیں، ڈرائینگ نہیں، موسیقی نہیں۔تم اپنی قابلیتوں کا کیا کرو گی؟''

''میں انھیں بچا کر رکھوں گی۔''

''میرا ارادہ ہے کہ اگلے ہفتے سکول چالو ہو جائے۔'' اس نے کہا اور مجھے گھورنے لگا۔'' میرے خیال میں آپ زیادہ عرصے تک ٹکنے نہ پائے

گی۔دیہاتی زندگی سے آپ کا دل اکتا جائے گا۔جیسا میرا ہوتا ہے۔‘‘

’’میں بہت کچھ حاصل کرنے کی تمنا نہیں رکھتی۔‘‘میں نے کہا۔

بہت کچھ حاصل کرنے کی تمنا کا سن کر وہ چونک اٹھا۔’’لیکن میں رکھتا ہوں۔‘‘ اس نے کہا۔’’شاید آپ دیکھ چکی ہیں۔میں قناعت اور عاجزی کا درس دیتا ہوں لیکن میں خود بے چین زندگی گزار رہا ہوں۔‘‘

ان بہنوں کے رخصت ہونے سے کچھ دیر پہلے ایک خط آیا جسے پڑھ کر سارا خاندان مایوس ہو گیا۔ڈیانا نے مجھے سب کچھ بتا دیا۔

’’ہمارا چچا جان وفات پا گیا ہے۔‘‘اس نے بتایا۔’’وہ ہماری ماں کا بھائی تھا۔ہم نے اسے کبھی نہیں جانا کیونکہ اس کا اور ہمارے والد کا کافی عرصہ پہلے جھگڑا ہوا تھا اور انھوں نے پھر کبھی صلح نہیں کیا۔پھر بھی ہمیں امید تھی کہ اس کے مرنے کے بعد ہمیں ورثے میں اتنا کچھ مل جائے گا کہ گھر سے دور کام کرنے کی بجائے یہاں اکٹھے رہیں گے۔اس نے ہمارے لیے کچھ نہیں چھوڑا ہے۔عنقریب وہ وقت آئے گا جب ہم مور ہاوس کے اخراجات برداشت کرنے کے قابل نہیں رہیں گے۔پھر بھی ہماری حالت اتنی خراب نہیں جتنا پہلے تھی۔‘‘

انھوں نے یہ خبر بہادری سے سنی،اگلے دن میں سکول کے ساتھ والی کوٹھی

میں منتقل ہو گئی اور ڈیانا اور میری کام پر چلی گئیں۔

☆☆☆☆☆☆

روزامنڈ

مجھے ایک چھوٹی خوبصورت کوٹھی اور دیہاتی لڑکیوں سے بھرا ہوا سکول ملا۔بعض لڑکیاں اجڈ اور بعض شریف تھیں، زیادہ تر نے تعلیم بالکل حاصل نہیں کی تھی۔لیکن ان سب کو پڑھایا جاسکتا تھا۔اب میرے پاس مکان بھی تھا اور کام بھی، لیکن اپنے اس دیہاتی سکول اور نئے دوستوں کا تھارن فیلڈ، ایڈل اور مسٹر روچسٹر سے موازنہ کرنے میں میں بے بس تھی۔میں اس کی محبوبہ بن کر فرانس میں امیرانہ اور پرسکون زندگی گزارتی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ میں اس آدمی کے پاس ہوتی جسے میں بہت چاہتی تھی۔جب میرے ذہن میں یہ خیالات آئے تو مجھے جرم، شرمندگی اور بے ایمانی کا احساس ہوا۔گاؤں کی استانی بن کر رہنے میں مجھے زیادہ آزادی تھی۔

پہلے ہی دن سین جان مجھ سے ملنے آیا۔ اس وقت میں اپنی کوٹھی کے دروازے میں کھڑی تھی۔اس نے بتایا کہ اس کے پاس اندر جانے کا وقت نہیں لیکن اس نے پہلے سے زیادہ کھل کر باتیں کیں اور اس نے جو کچھ بھی کہا اس سے مجھے بہت حیرت ہوئی۔

''یہاں ایک گاؤں کے پادری کی حیثیت سے میری زندگی بہت بری گزر رہی ہے۔'' اس نے کہا۔'' یہ میں نہیں کہتا بلکہ خدا چاہتا ہے کہ میں مبلغ بن

جاؤں اور اس چیز کے لیے میں پورے دل سے آس لگائے بیٹھا ہوں۔میں نے یہاں سے مشرق جانے کا عزم کیا ہے۔''

اس کی باتوں کے زور سے میں پریشان ہوگئی۔میں نے سکون کا سانس لیا جب ایک خوبصورت اور سریلی آواز نے مداخلت کی۔

میں نے نظریں اٹھائیں تو ایک جوان عورت سامنے تھی۔وہ بہت حسین تھی اور اس نے اپنا تعارف روزامنڈ آلیور کی حیثیت سے کیا۔یہ وہ امیر خاتون تھی جس نے سکول کھولنے میں سین جان کی مدد کی تھی۔اس کا رویہ دوستانہ اور خوشگوار تھا اور وہ مجھے پسند آئی۔۔۔لیکن مسٹر ریورز جو اسے کافی عرصہ سے جانتا تھا، وہ اس کے سامنے سرد مہری سے ایک شانِ بے نیازی سے کھڑا تھا۔ وہ جھک کر اس کے کتے کارلو کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرنے لگی اور جب وہ ایسا کر رہی تھی تو سین جان کے چہرے پر محبت اور امید کے آثار پیدا ہوئے۔

جب وہ سیدھی ہوگئی تو اس وقت وہ پہلے کی طرح بے نیاز ہوگیا۔

'' مجھے امید ہے کہ تم اباجان سے ملنے آؤ گے۔'' اس نے کہا۔'' اب تم ہمارے ہاں بہت کم آتے ہو۔آج شام وہ اکیلا ہے اور اس کی طبیعت بھی ٹھیک نہیں۔۔۔کیا تم میرے ساتھ واپس جاؤ گے؟''

''مسٹر آلیور کے پاس یوں اچانک جانے کے لیے یہ وقت مناسب نہیں۔''

اس نے سختی سے جواب دیا۔

''یہ بہت مناسب وقت ہے۔'' اس نے اصرار کیا۔ ''اور تم بھی اکیلے ہوں گے اور بہنوں کی یاد ستا رہی ہوگی۔ ابا جان سے ملنے ضرور آؤ۔''

وہ اسے راضی نہ کر سکی۔ اس کا رنگ اتنا زرد ہو گیا کہ اس نے پوچھا کہ آیا اس کی طبیعت تو خراب نہیں۔ آخر وہ چلی گئی اور جاتے ہوئے اس نے دوبارہ مڑ کر اس کے طرف دیکھا۔

تو حالات ایسے تھے۔ یہ بات صاف تھی کہ وہ اسے چاہتی تھی اور وہ بھی اس میں دلچسپی لیتا تھا لیکن اس کے دل میں اس کے لیے کوئی جگہ نہیں تھی بلکہ اسے مبلغ بننے کی خواہش تھی۔



تصویر

روزامنڈ ایسی تھی جیسے ایڈل بڑی ہو گئی ہو۔ ہم دوست بن گئے اور وہ اکثر سکول کی بچیوں کو دیکھنے آتی عموماً اس وقت جب سین جان ان کو بائبل پڑھاتا۔ وہ اس پر ڈوریں ڈالتی اس امید پر کہ اس کا دل جیت سکے، اور مجھے معلوم تھا کہ وہ بھی اس سے محبت کرتا تھا۔۔۔لیکن اس نے اپنا سارا جذبہ اپنے کام میں ڈالا تھا۔

میں نے اس کے والد اور سین جان کے لیے روزامنڈ کی ایک تصویر بنائی۔ جب وہ ملنے آیا تو اس کی بہت تعریف کی۔ میں سمجھی کہ اس کے متعلق باتیں کروں تو اس کو اچھا لگے گا۔

''تمہیں اس کی نقل پسند آئے گی، کیا ایسا ہے؟'' میں نے کہا۔ ''میں تمہارے لیے ایک بناتی ہوں۔''

''میرے خیال میں مجھے اس کے تصویر کی ضرورت نہیں۔'' اس نے کہا۔

''یقیناً تمہیں تو اصل مل جائے گی۔'' میں نے اس کو بتا دیا، میرا مطلب خود روزامنڈ سے تھا۔ ''وہ بہت پیاری لڑکی ہے۔ وہ تمہارا ذکر کر کے تھکتی نہیں اور وہ تمہیں چاہتی ہے۔''

''کیا عجیب و غریب خیال ہے۔'' اس نے کہا۔ مجھے حیرت ہوئی جب اس

نے گھڑی نکال کر میز پر رکھ دی۔ ''چلو گھنٹے کا ایک چوتھائی حصہ روزامنڈ
کے ذکر کے لیے مختص کرتے ہیں۔ روزامنڈ کے ساتھ شادی!'' پھر اس نے
آنکھیں بند کر لیں اور اس کے ساتھ اپنے مستقبل کے تصور میں کھو گیا۔ ٹھیک
پندرہ منٹ بعد اس نے گھڑی واپس جیب میں رکھ دی۔

''ایسا نہیں ہوگا۔'' اس نے کہا۔ ''وہ کبھی بھی ایک مبلغ کی بیوی نہیں بن
سکتی۔''

''تو پھر تم مبلغ نہ بنو۔'' میں نے کہا۔

''میرا عظیم کام!'' اس نے بیساختگی سے کہا۔ ''صرف اس کے لیے تو میں
زندہ ہوں۔''

''بے چاری روزامنڈ۔'' میں نے کہا۔

''وہ مجھے بھول کر کسی اور کے ساتھ شادی کر لے گی۔'' اس نے دوبارہ تصویر کو
دیکھا۔ پھر اس نے اس کے نیچے کاغذ کے ایک بے کار ٹکڑے کو غور سے دیکھنا
شروع کیا۔ اس نے اسے اٹھایا، اس کا بغور مشاہدہ کیا، مجھ پر نظر ڈالی اور اس
کے کونے سے کچھ حصہ پھاڑا۔ وہ خدا حافظ کہہ کر جلدی سے رخصت ہو گیا۔



سین جان کی اطلاع

اگلے دن وادی میں خوب برف پڑی۔ شام کے دھندلکے میں میں آگ جلا
کر پڑھنے بیٹھ گئی۔ دروازہ زور سے کھلا اور سین چغے میں لپٹا ہوا اندر داخل
ہوا۔ یہ تو گھر سے باہر نکلنے کے لیے بہت ہی خراب رات تھی۔

''کیا بات ہے؟'' میں نے پوچھا۔

''کچھ نہیں۔'' اس نے گیلا چغا اتارا اور بوٹوں کو فرش پر مار کر ان سے برف
گرائی۔ ''میں تم سے بات کرنا چاہتا ہوں۔'' پھر وہ آگ کے قریب بیٹھ گیا
اور مجھے بہت سکون اور دھیان کے ساتھ دیکھنے لگا۔ وہ خاموش رہا۔ میں نے
سکول کے متعلق بات کرنے کی کوشش کی لیکن اس نے بہت کم دلچسپی دکھائی۔
آخر اس نے کہا، ''تمہیں سنانے کے لیے میرے پاس ایک کہانی ہے۔ میں
نے حال ہی میں ایک غریب نائب پادری کا ذکر سنا ہے جس نے ایک امیر
زادی سے شادی کی تھی۔ لیکن دو برس کے اندر وہ دونوں مر گئے۔ انھوں نے
ایک چھوٹی بچی چھوڑی جسے گیٹس ہیڈ میں مسز ریڈ نے پالا۔ تم چونک کیوں گئی
مس ایلیٹ؟ شاید تم نے کسی کی بلی کی آواز سنی۔ وہ بچی لووڈ سکول گئی اور پھر
مسٹر روچسٹر نامی رئیس کے ہاں اتالیق مقرر ہو گئی۔''

''مسٹر ریورز!'' میرے منہ سے نکلا۔

اس نے بات جاری رکھی۔ ''مسٹر روچسٹر اس سے شادی کرنا چاہتا تھا لیکن
اسے عین شادی کے وقت معلوم ہوا کہ وہ تو پہلے سے شادی شدہ ہے اور اس
کی بیوی پاگل ہے۔ وہ اتالیق وہاں سے بھاگ گئی اور اس کا کوئی کھوج نہ مل
سکا اگرچہ مسٹر روچسٹر نے دور دراز تک اسے ڈھونڈنے کی کوشش کی۔ اسے
ڈھونڈنا اب بہت ضروری ہوگیا ہے۔ مسٹر برگس نامی نے مجھے حال ہی میں
ایک خط میں یہ تمام معلومات دی ہیں۔ تو مس ایلیٹ اس کہانی کے متعلق
تمہارا کیا خیال ہے؟''

اب کچھ چھپانے سے کوئی فائدہ نہ تھا۔ اسے سب کچھ معلوم تھا۔

''مہربانی کر کے مجھے صرف یہ بتائیے کہ مسٹر روچسٹر کیسے ہیں؟'' میں نے اس
کی منت کی۔

''مجھے کچھ معلوم نہیں۔ مجھے تو صرف اتالیق سے دلچسپی ہے۔''

اس نے کاغذ کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا نکالا جس کا ایک کونا کٹا ہوا تھا۔ یہ تو وہ ٹکڑا
تھا جو اس نے میرے فالتو کاغذ سے پھاڑا تھا۔ میں نے بے خیالی میں اس پر
''جین آئر'' لکھا تھا۔

''تم جین آئر ہو۔'' اس نے کہا۔

''ہاں، لیکن کیا مسٹر بریگس نے کچھ بتایا کہ مسٹر روچسٹر کیسے ہیں؟''

''مسٹر روچسٹر کو مارو گولی، مسٹر بریگس تمہیں ڈھونڈ رہا تھا کیونکہ تمہارا چچا جان
آئر میڈیرا میں مر گیا ہے۔ وہ بہت امیر تھا اور اس نے اپنا سب کچھ تمہارے
لیے چھوڑا ہے۔ کیا تم میری بات سمجھ رہی ہو؟ تم ایک بہت امیر خاتون ہو۔''
دنیا میں میرا صرف ایک رشتہ دار تھا جو مر گیا اور میں اس سے کبھی نہیں
ملی۔ لیکن اب میں ایک خود مختار عورت تھی۔

''لیکن مسٹر بریگس نے صرف تمہیں کیوں لکھا؟'' میں نے پوچھا۔

''اوہ'' وہ پریشان دکھائی دینے لگا اور جانے کے لیے کھڑا ہوگیا۔ ''یہ ایک
پیچیدہ معاملہ ہے، میں پھر کبھی بتا دوں گا۔''

''مجھے اب بتا دو۔'' میں نے اصرار کیا کیونکہ مجھے یقین تھا کہ وہ کچھ چھپا رہا
ہے۔ میں سین جان اور دروازے کے درمیان کھڑی ہوگئی۔

''تمہیں مجھے بتانا ہوگا۔'' میں نے کہا۔ ''تم مجھے یوں نہیں ٹال سکتے۔''

''میرا خیال تھا کہ تمہیں جلد یا بدیر سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔'' آخر اس نے
کہا۔ ''میرا پورا نام سین جان آئر ریورز ہے۔ میری ماں کا نام آئر تھا۔ وہ
تمہارے والد کی بہن تھی۔''

''تمہارا مطلب ہے کہ میرے چچا جان تمہارے چچا جان تھے۔ تم، ڈیانا اور
میری میرے کزن ہو!''

''ہاں''۔

میرا خاندان موجود تھا۔ یہ میرے لیے سب سے اچھی، بہت ہی شاندار اور حیران کن خبر تھی۔ میرے دوست میرے خاندان والے تھے!

میں اپنی رقم سین جان، ڈیانا اور میری کے ساتھ برابر تقسیم کرنے پر بضد تھی۔ انھوں نے بحث کی اور مجھے ایسا کرنے سے روکنا چاہا لیکن میں دھن کی پکی تھی۔ کرسمس تک میں نے اپنی رقم کزنز کے ساتھ بانٹ لی تھی اور سکول سے مستعفی ہوگئی تھی۔ ڈیانا اور میری بھی واپس مور ہاوس آ رہی تھیں۔۔ ہمیشہ کے لیے۔



ہندوستان جانے کے منصوبے

حنا اور میں نے خوشی خوشی اور چستی سے مور ہاوس کو صاف کر کے از سرنو سجایا تا کہ کرسمس پر ڈیانا اور میری کی گھر واپسی پر سب کچھ تیار ہو۔ سین جان نے اعتراض کیا کہ میں اپنی صلاحیتیں ضائع کر رہی ہوں اور گھر کی صفائی کرنے اور کوفتوں والے سموسے بنانے کی بجائے مجھے کچھ موزوں کام کرنا چاہیے۔ لیکن مجھے اس میں کتنا مزہ آیا! اس سے پہلے میرا کوئی گھر نہیں تھا۔ ڈیانا، میری اور میں نے کرسمس گپ شپ، بے فکری اور خوشی میں گزارا جس سے سین جان مشتعل ہوا ہوگا کیونکہ مفید کام کے علاوہ کسی دوسرے کام سے اس کو کبھی خوشی نہیں مل سکتی تھی۔ اسے اپنے تبلیغی کام کے سلسلے میں جلد ہی انگلینڈ سے روانہ ہونا تھا۔

مس آلیور نے اس کے انتظار سے تنگ آ کر کسی اور سے شادی کر لی۔ سین جان اپنی توانائیاں ہندوستانی سیکھنے میں صرف کرنے لگا جس کی اس کے بقول ہندوستان میں کام کرنے کے دوران اسے ضرورت پیش آئے گی۔ میں نے بھی اسے سیکھنا شروع کیا۔۔۔ میں جرمن زبان سیکھ رہی تھی، لیکن سین جان نے مجھ سے کہا کہ میں اس کی بجائے ہندوستانی سیکھ لوں اور اس کے مطالعہ میں مدد دوں۔ مجھے اس بندوبست پر کوئی اعتراض نہیں تھا لیکن

مجھے اس میں مزہ بھی نہیں آیا۔اس کے ساتھ ہنسی مزاق کرنے یا کسی قسم کی آزادی کی اجازت نہیں تھی۔

اس دوران میں مسٹر روچسٹر کو نہیں بھولی تھی۔میں نے اس سے رابطہ کرنے کی مسلسل کوشش کی تھی لیکن کوئی اطلاع نہیں آئی۔میں نے مسز فیئر فیکس کو خط لکھا لیکن کوئی جواب نہ ملا۔دو مہینے بعد میرے نام ایک خط آیا لیکن وہ مسٹر بریگس کی طرف سے کاروباری خط تھا۔مایوسی سے میرا دل اتنا ٹوٹا کہ میری آنکھوں میں آنسو امڈ آئے۔میں اس وقت بھی رو رہی تھی جب سین پال نے مجھ سے کہا کہ اس کے ساتھ کچھ ہندوستانی پڑھوں اور میں اپنا کرب چھپا نہ سکی۔

لگتا تھا کہ اسے کوئی حیرانی نہیں ہوئی۔اس نے نہ تو سوالات کیے اور نہ میری دلجوئی کی۔وہ خاموش بیٹھا رہا اور میرے چپ ہونے کا انتظار کرتا رہا۔پھر اس نے تجویز دی کہ ہمیں کھادر کے پار ہوا خوری کے لیے جانا چاہیے۔۔وہ ہمیشہ سے یہ سمجھتا تھا کہ میں وہی کروں گی جو اس کی خواہش ہو۔

''میں عنقریب ہندوستان جانے والا ہوں۔''اس نے چلتے ہوئے کہا۔''اور جین!تمہیں خدا نے میرے ساتھ جانے اور میرے ساتھ کام کرنے کے لیے چنا ہے۔تم ذہین اور محنتی ہو لیکن خوبصورت نہیں ہو۔تمہیں خدا نے کام

کے لیے پیدا کیا ہے،محبت کرنے کے لیے نہیں۔تم ایک مبلغ کی بیوی بننے کے لیے موزوں ہو۔''

''میں مبلغ بننے کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتی۔''میں نے کہا۔

''میں تمہاری مدد کروں گا۔خدا تمہاری مدد کرے گا۔تم میرے لیے بہت کارآمد رہو گی۔''

وہ مسلسل باتیں کر کے مجھے اس بات پر راضی کرتا رہا کہ میں اس کے ساتھ شادی کر کے ہندوستان چلی جاوں،اور اس نے اتنی سخت محنت کی کہ میں یہ ماننے والی ہی تھی کہ وہ ٹھیک کہہ رہا تھا۔مجھے ایڈورڈ روچسٹر کو بھولنا چاہیے تھا۔شاید ہندوستان جا کر میں اسے بھلا دوں۔

لیکن میں سین جان سے شادی نہیں کر سکتی تھی۔مجھے اب بھی مسٹر روچسٹر سے محبت تھی۔اور سین جان مجھ سے محبت نہیں کرتا تھا۔۔اسے صرف ایک معاون کی ضرورت تھی۔

''میں جاوں گی۔''میں نے آخر کہہ دیا۔''میں تمہارے سنگ سنگ کام کروں گی۔لیکن میں تم سے شادی نہیں کروں گی۔''

''نہیں جین!ہم میاں بیوی بن کر جائیں گے۔''اس نے کہا۔''اس کے علاوہ کوئی دوسرا رشتہ ٹھیک نہیں۔''

''ہم ایک دوسرے سے محبت نہیں کرتے۔'' میں نے واضح کیا کیونکہ میں جانتی تھی کہ وہ مجھ پر حکم چلانا چاہتا ہے۔ ''میں صرف دوستی کی بنیاد پر شادی نہیں کر سکتی۔''

''بالکل یہی تو میں چاہتا ہوں۔'' اس نے کہا۔ ''شادی کے بعد ہم ایک دوسرے کو اچھی طرح چاہنے لگیں گے۔''

''مجھے تمہارے تصورِ محبت سے نفرت ہے۔'' میں نے کہا۔ ''یہ غیر حقیقی اور فرسودہ ہے اور ایسی باتیں کرنے پر میں تم کو بھی برا سمجھتی ہوں۔''

''تو پھر تم خدا کی مرضی سے بغاوت کر رہی ہو۔'' اس نے کہا اور ہم سرد مہری کا مظاہرہ کرتے ہوئے خاموشی سے ساتھ ساتھ گھر آئے۔ ساری شام وہ غیر جذباتی اور روکھا سا رہا۔



''جین! جین! جین!''

وہ مزید ایک ہفتہ وہاں رہا۔ اب وہ شائستہ اور خاموش تھا اور مجھے یہ محسوس کرا رہا تھا کہ میں نے اسے بے حد مایوس کیا ہے۔ آخر جب اس کے جانے کا وقت آ پہنچا تو میں چاہتی تھی کہ ہم دوست بن کر جدا ہوں۔

''سین جان، تم ناراض ہو۔'' میں نے کہا۔ ''میرا خیال ہے کہ ہم اب بھی اچھے دوست رہیں گے۔''

''ہم دوست ہیں۔'' اس نے میری طرف دیکھے بغیر کہا۔

''شاید پہلے کی طرح نہیں۔ کیا تم مہربانی کا ایک بول بولے بغیر جاؤ گے؟'' اس دفعہ اس نے میری طرف دیکھا۔ اس کی آواز اور چہرے سے سرد مہری عیاں تھی۔

''کیا تم مجھ سے شادی نہیں کرو گی؟'' اس نے کہا۔ اس کا دبا ہوا غصہ مجھے خوفزدہ کر رہا تھا۔ میں اس سے ڈر گئی۔

''نہیں، میں نہیں کروں گی۔'' میں نے کہا۔

''آخر کیوں نہیں؟''

''کیونکہ تم مجھ سے محبت نہیں کرتے۔'' میں نے کہا۔ ''درحقیقت اس وقت میرا خیال ہے کہ تم مجھ سے نفرت کرتے ہو۔''

''تو پھر تم اکیلی تبلیغ کے میدان میں اترو۔'' وہ تلخی سے بولا۔

اس کا اب بھی یہ خیال تھا کہ میرے فیصلے وہ کرے گا اور مجھے یہ پسند نہیں تھا۔

''میرا ہندوستان جانے کا کوئی ارادہ نہیں۔'' میں نے کہا۔ ''مجھے یہاں کچھ کرنا ہے۔ میں کسی وجہ سے پریشان ہوں اور میں ذہنی سکون چاہتی ہوں۔''

''تم مسٹر روچسٹر کے بارے میں حیران ہو۔'' اس نے مجھے الزام دیا۔ اس کی بات ٹھیک تھی۔

''مجھے معلوم کرنا ہے کہ اس کا کیا بنا۔'' میں نے کہا۔

تیوری چڑھائے وہ وہاں سے چلا گیا اور مجھے امید تھی کہ اس مرتبہ یہ موضوع ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا۔ اس رات ہم نے ہمیشہ کی طرح مل کر دعا مانگی اور اس کے بعد وہ ایک بار پھر میرے پاس آیا۔

میں اس کی ضد سے اکتا گئی تھی۔ جب میں نے اس کے اگلے روز کے سفر کے لیے نیک خواہشات کا اظہار کیا تو اس نے مجھ سے نرمی اور مہربانی کے ساتھ شادی کرنے کی درخواست کی۔

''اگر مجھے یہ یقین ہوتا کہ خدا تمہارے ساتھ میری شادی چاہتا ہے تو میں ایسا کر لیتی۔'' میں نے کہا۔ اور جب اس نے اپنے ہاتھ سے میرا سر دبایا اور اپنا بازو میرے گرد ڈالا تو مجھے محسوس ہوا کہ وہ مجھے اپنا بنانے کی دعویداری کر رہا

تھا۔ میرا دل دھک دھک کر رہا تھا۔ میں ساکت و جامد بن گئی۔ میں منتظر تھی۔ کچھ۔۔۔ پتہ نہیں کہ کیا۔۔۔ لیکن کچھ نہ کچھ ہونے والا تھا۔

''کیا ہے؟'' سین جان نے پوچھا۔

مجھے ایک چیخ سنائی دی۔ یہ ہوا کے دوش پر آ رہی تھی اور یہ بھیانک، فوری اور پر درد تھی۔

''جین! جین! جین!''

''اوہ خدایا!'' میں چلائی۔ یہ تو ایڈورڈ روچسٹر کی آواز تھی۔ میں نے زور لگا کر اپنے آپ کو چھڑایا اور دروازے کی طرف دوڑ پڑی۔

''میں آ رہی ہوں۔'' میں نے آواز دی۔ ''میرا انتظار کرو۔ میں آؤں گی۔''

میں نے زور سے دروازہ کھولا اور خالی باغ کو گھورنے لگی۔ ''کہاں ہو تم؟''

مجھے خود اپنے آواز کی بازگشت سنائی دی۔ میں نے سین جان سے کہا کہ میری جان چھوڑ دے اور اس دفعہ وہ بحث کیے بغیر چلا گیا۔

اب مجھے اپنی حقیقی طاقت مل گئی تھی۔ میں نے خدا کا شکر ادا کیا کہ آخر کار مجھے درست طور پر معلوم ہوا کہ مجھے کیا کرنا ہے اور میں بے صبری سے صبح کا انتظار کرنے لگی۔

تھارن فیلڈ کو واپسی

میں نے اپنے کزنز کو الوداع کہا اور اگلی صبح وہاں سے روانہ ہوئی۔ میرا دل بیم ورجا سے بھرا تھا۔ میں واپس تھارن فیلڈ جا رہی تھی۔ ہاں، میں جانتی تھی کہ مسٹر روچسٹر گھر پر نہیں ہوگا۔ اگر وہ وہاں ہوتا بھی تب بھی وہ شادی شدہ ہی تھا۔ کچھ بھی نہیں بدلا تھا۔ میں بس اس کو دوبارہ دیکھنا چاہتی تھی۔

بگھی مکان سے دو میل کے فاصلے پر رک گئی۔ تھارن فیلڈ پر اپنی پہلی نظر ڈالنے کی خواہش میں میں جلدی جلدی کھیتوں سے ہوتی ہوئی گئی اور اس پیڑی کے پاس پہنچی جہاں میں نے اسے پہلی مرتبہ دیکھا تھا۔

مجھے ایک ویرانہ دکھائی دیا۔

مکان سیاہ، بے چھت اور بے کھڑکی ہو چکا تھا۔ بڑے دروازے کی جگہ ایک گہرا شگاف موجود تھا، دودکش گر چکے تھے، گرے ہوئے شہتیروں کے درمیان خود رو جھاڑیاں نکل آئی تھیں۔ باغات پائمال اور تباہ ہو چکے تھے۔ جلنے کے نشانات اور کالک سے لگتا تھا کہ اسے جلا کر تباہ کیا گیا۔ کیا اس میں زندگی کا ضیاع بھی ہوا؟

مجھے یہ جاننا تھا۔ میں قریب ترین سرائے میں گئی اور ناشتہ طلب کیا۔ میں نے بھٹیارے سے پوچھا کہ کیا اسے معلوم ہے کہ تھارن فیلڈ میں کیا کچھ ہوا۔

”اوہ! یہ ایک خوفناک رات تھی مس۔“ اس نے کہا۔ ”ایسا لگتا ہے کہ وہاں ایک پاگل خاتون رہتی تھی جسے مقفل رکھا گیا تھا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ مسٹر روچسٹر کی بیوی تھی۔ ایک رات جب اس کی آیا سوئی ہوئی تھی تو وہ باہر نکلنے میں کامیاب ہوئی اور اس نے گھر کو نذرِ آتش کیا۔ یہ سب کچھ موسم خزاں میں ہوا۔“

”کیا مسٹر روچسٹر گھر میں موجود تھا؟“ میں نے کانپتے ہوئے پوچھا۔

”جی ہاں۔ وہ کئی مہینوں تک وہاں سے باہر نہیں نکلا تھا۔ پچھلے سال وہاں ایک اتالیق آئی تھی اور لوگ کہتے ہیں کہ وہ اس پر جی جان سے فدا تھا لیکن جب اسے اس کی پاگل بیوی کے بارے میں معلوم ہوا تو وہ بھاگ گئی۔ ایسا سنا ہے کہ بیوی نے ایک رات اس کو بستر میں جلانے کی کوشش کی تھی۔ اس نے اتالیق کے بستر کو بھی آگ لگائی تھی لیکن وہ اس سے پہلے ہی بھاگ گئی تھی۔“

”لیکن مسٹر روچسٹر کا کیا ہوا؟“

”وہ اس کی تلاش میں جگہ جگہ پھرا لیکن وہ تو مکمل طور پر غائب ہو گئی تھی۔ وہ واپس آیا، جس بچی کی وہ سرپرستی کرتا تھا اسے سکول میں داخل کروایا اور گھریلو ملازمہ کے لیے ایک نیا گھر ڈھونڈ لیا۔ پھر اس نے تھارن فیلڈ میں اپنے آپ

کو گھر میں بند کرلیا۔ میں نے کسی آدمی میں ایسی تبدیلی نہیں دیکھی اور وہ بھی ایک سادہ چھوٹی اتالیق کی خاطر۔''

''ہاں۔لیکن جب آگ لگی تو کیا ہوا؟''

''پوری عمارت آگ کے شعلوں کے لپیٹ میں تھی، مسز روچسٹر اوپر چھت پر کھڑی تھی اور ہاتھ ہلا ہلا کر چیخ رہی تھی۔ مسٹر روچسٹر نے تمام نوکروں کو باہر نکالا اور پاگل عورت کو بچانے کی کوشش بھی کی لیکن اس نے چھلانگ لگا کر اپنی زندگی کا خاتمہ کیا۔ بیچارہ مسٹر روچسٹر!''

''کیا وہ زندہ ہے؟'' میں نے بے ساختہ پوچھا۔

''ہاں وہ زندہ تو ہے لیکن اگر وہ مر جاتا تو اس کے لیے بہتر ہوتا۔ یہ اس کا حوصلہ تھا کہ جب تک تمام افراد باہر نہیں نکلے تھے تب تک وہ اندر رہا۔ مکان اس پر آگرا۔ اس کا ایک ہاتھ اس قدر کچل گیا کہ اسے فوراً کاٹنا پڑا۔ اور وہ دیکھ نہیں سکتا۔''

لیکن وہ زندہ تھا اور ہوش وحواس میں تھا۔ اس کے لیے میں نے خدا کا شکر ادا کیا۔

''اب وہ کہاں ہے؟'' میں نے پوچھا۔

''اپنی دوسری کوٹھی میں، تیس میل دور فرن ڈین کے علاقے میں۔ دو

نوکر۔۔۔ بوڑھا جان اور اس کی بیوی۔۔۔ اس کا خیال رکھتے ہیں۔'' مجھے جان اور میری یاد آ گئے۔

''کیا تمہارا ہرکارہ مجھے آج فرن ڈین لے جا سکتا ہے؟'' میں نے پوچھا۔'' اگر وہ اندھیرا ہونے سے پہلے مجھے وہاں پہنچاتا ہے تو میں عام کرایہ کی بجائے دوگنا کرایہ دوں گی۔''



فرن ڈین میں

فرن ڈین کی حویلی جنگلی علاقے میں تھی۔ جب میں درختوں کے درمیان سے آئی تو دروازہ کھل گیا اور ایک آدمی باہر نکلا۔ اس نے ایک ہاتھ آگے کیا تھا تاکہ یہ جان سکے کہ آیا بارش ہو رہی ہے۔

وہ میرا ایڈورڈ روچسٹر تھا۔ میں جامد و ساکت کھڑی ہوگئی اور اس کو دیکھتی رہی۔ وہ مضبوطی سے سیدھا کھڑا تھا اور اس کے بال اب بھی کالے تھے لیکن اس کا چہرہ غمگین تھا۔ وہ پنجرے میں بند عقاب تھا۔ پھر جان باہر نکلا اور اسے گھر کے اندر لے گیا۔

میں نے دروازے پر دستک دی۔ میری نے دروازہ کھولا، مجھے پہچان لیا، خوش آمدید کہا اور باورچی خانے میں لے گئی جہاں پانی کا ایک گلاس تھال پر رکھا تھا۔

''کیا یہ مسٹر روچسٹر کے لیے ہے؟'' میں نے پوچھا۔

''اب تو وہ شام کو صرف یہ پیتا ہے۔'' اس نے کہا۔ ''وہ رات کا کھانا کبھی نہیں کھاتا۔''

''یہ مجھے لے جانے دو۔'' میں نے کہا لیکن جب میں اسے خلوت خانے میں لے گئی تو میرے ہاتھ اتنے کانپنے لگے کہ اس سے آدھا میں نے چھلکا

دیا۔ مسٹر روچسٹر خلوت خانے کے آتشدان کے تختے کے سہارے جھکا تھا۔ پائلٹ نے مجھے دیکھ لیا اور مجھے خوش آمدید کہنے کے لیے خوشی سے اچھلا اور گلاس کو قریب قریب میرے ہاتھ سے گرا دیا۔

میں نے تھال نیچے رکھ دی اور گلاس مسٹر روچسٹر کے ہاتھوں میں تھما دیا۔

''میری، کیا تم ہو؟'' مسٹر روچسٹر نے پوچھا۔

''میری باورچی خانے میں ہے۔'' میں نے کہا۔ اس نے تیزی سے اپنا سر گھمایا۔ ''کیا تمہیں مزید پانی چاہیے کیونکہ میں نے اس سے کافی گرا دیا ہے؟''

''کون ہو؟'' اس نے پوچھا۔ ''یہ آواز! کون ہو تم؟'' اس نے ہاتھ آگے پھیلایا اور میں نے اسے پکڑ لیا۔

''جین کا ہاتھ!'' اس نے کہا۔ اور فوراً اس نے مجھے بازوؤں میں جکڑ لیا۔ ''جین آئر! میری محبوبہ، میں خواب تو نہیں دیکھ رہا؟ میں نے تمہارے کتنے سپنے دیکھے ہیں۔''

''میں آپ کے پاس لوٹ آئی ہوں۔'' میں نے اس کے نابینا چہرے کو چوم کر کہا۔ ''اس دفعہ میں آپ کے ساتھ رہوں گی، اور اگر تم چاہو تو میں آپ کی مونس و غمخوار بن کر رہوں گی، تمہاری دوست بنوں گی۔''

'' جین! تم ایک لولے کے ساتھ زندگی کیسے گزاروگی۔ تمہیں کسی دوسرے کے ساتھ شادی کرنے کی آزادی ہے۔''

'' میں ایسا نہیں چاہتی۔'' میں نے کہا۔'' اب میں ایک امیر عورت ہوں اور اپنی مرضی کی مالک ہوں۔ میں اپنے فیصلے خود کرسکتی ہوں اور میں آپ کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں۔''

میں نے یہ کہہ کراسے کھانا کھانے پر راضی کرلیا کہ میں بھوکی ہوں اور ہم نے مل کر کھانا کھایا۔اس کی صحبت میں مجھے ایسا لگا جیسے ہم دونوں میں ایک نئ زندگی پھونک دی گئی ہو۔اس کے بعد میں نے اس کے بے ترتیب بالوں میں کنگھی پھیری اور پہلے کی طرح اسے چھیڑنے لگی۔

'' جین! کیا میں بدصورت ہوں؟'' اس نے پوچھا۔

'' وہ تو آپ ہمیشہ سے تھے۔'' میں نے کہا۔

'' تم کہاں تھی بدصورت بدلی ہوئی بچی؟ اور کس کے ساتھ تھی؟''

'' میں صبح آپ کو بتادوں گی، میں تھک گئی ہوں۔'' میں نے کہا۔

'' تم جہاں کہیں بھی تھی لیکن کیا وہاں صرف خواتین ہی تھیں؟'' اس نے پوچھا۔

میں ہنس پڑی اور اس کمرے کی طرف بھاگی جو میری نے میرے لیے تیار کیا

تھا۔

صبح میری آنکھ کھلی تو وہ میری سے پوچھ گچھ کررہا تھا۔۔۔

'' مس آئر کا کمرہ کون سا ہے؟ کیا وہ اٹھ چکی ہے؟ اسے کسی چیز کی ضرورت تو نہیں؟ جا کر اس سے پوچھ لو۔'' بعد میں ہم جنگل میں چہل قدمی کرنے لگے اور میں نے اس منظر کی تفصیل اس کو سنائی۔اس نے یہ معلوم کرنے کے لیے بار بار سوال کیا کہ میں کہاں رہی اور کیا کرتی رہی۔ میں اسے ایک بنچ کے پاس لے گئی جہاں اس نے مجھے اپنی گود میں بٹھایا اور میں نے اس کو سب کچھ بتادیا۔سین جان کے ذکر میں اس نے خاص دلچسپی لی۔

'' میرے خیال میں وہ ان سادہ اور اناڑی نائب پادریوں میں سے ایک تھا۔'' اس نے کہا۔

'' نہیں، وہ خوبرو اور خوش اخلاق تھا۔''

'' اوہ، کیا واقعی؟ جین! اگر تم نہیں چاہتی تو تمہیں میری گود میں بیٹھنے کی ضرورت نہیں۔تم کیا باتیں کرتے تھے؟''

'' ہم نے مل کر ہندوستانی سیکھی۔'' میں نے کہا اور جہاں تھی وہاں بیٹھی رہی۔

'' ہندوستانی کیوں؟''

'' وہ چاہتا تھا کہ میں شادی کرکے اس کے ساتھ ہندوستان چلی جاوں۔''

''جین! تم مجھے چھوڑ سکتی ہو۔'' اس نے فیصلہ کن انداز سے کہا۔ ''تم کیوں اب تک میری گود میں بیٹھی ہو؟''

''کیونکہ مجھے تم پسند ہو۔''

''نہیں جین۔ تمہارا دل سین جان کے ساتھ ہے۔'' اس نے بہادری سے کہا۔ ''تمہیں اس شخص کے پاس جانا چاہیے جس کا تم نے انتخاب کیا ہے۔''

''نہیں۔ میں اس سے محبت نہیں کرتی۔ اس کی صحبت میں مجھے خوشی نہیں ہوتی۔'' میں نے اس کے گرد اپنے بازوؤں کا حلقہ بنایا اور دیکھا کہ وہ مسکرا رہا تھا۔ ''میں تمہارے ساتھ رہنا چاہتی ہوں۔''

''لیکن میں تو تباہ حال ہوں، جین۔'' اس نے احتجاج کیا۔ ''میں تو تھارن فیلڈ کے اس درخت کی مانند ہوں جس پر آسمانی بجلی گری تھی۔''

''نہیں۔ تم زندہ اور مضبوط ہو۔ تمہاری جڑوں کے گرد اور تمہارے سائے میں پودے اگیں گے اور تمہاری طاقت سے انھیں سہارا ملے گا۔''

''تمہاری مراد دوستوں سے ہے،، جین؟''

''ہاں'' میں نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔ میری مراد دوستوں سے بڑھ کر اور چیزیں تھیں جن کا ذکر میں زبان پر لانے سے قاصر تھی۔

''لیکن مجھے تو ایک بیوی چاہیے۔''

''کیا واقعی؟ پھر تمہیں اس کا انتخاب کرنا چاہیے جو تمہیں سب سے زیادہ چاہتی ہے۔''

''میں اس کا انتخاب کروں گا جسے میں سب سے زیادہ چاہتا ہوں۔ جین، کیا تم مجھ سے شادی کرو گی؟''

''جی جناب۔'' میں نے کہا۔

''غریب، اندھے اور لولے کے ساتھ؟''

''جی جناب۔ میں دنیا میں تمہارے ساتھ رہنے کے علاوہ کچھ نہیں چاہتی۔''

''خدا تمہیں خوش رکھیں، میری محبوبہ۔ ہمیں بغیر کسی تاخیر کے شادی کر لینی چاہیے۔۔۔ فوری۔۔۔ رواں ہفتے۔''

کافی دیر ہو چکی تھی اور پائلٹ ہم سے پہلے کھانے کے لیے چلا گیا تھا۔ لیکن مسٹر روچسٹر مجھے ایک اور بات بھی بتانے والا تھا۔

''جین، پچھلے چند مہینوں میں۔۔۔ تمہارے جانے کے بعد۔۔۔ میں نے عبادت کرنی سیکھ لی ہے۔ پہلے میرے پاس خدا کے لیے بہت کم وقت تھا، لیکن مایوسی میں مجھے اس کے مدد کی ضرورت تھی۔ گزشتہ پیر۔۔۔ یہ سوچ کر کہ شاید تم مر چکی ہو۔۔۔ میں نے خدا سے التجا کی کہ مجھے بھی موت دے دیں تا کہ میں تمہارے پاس آ سکوں۔ میں کھڑکی کے قریب تنہا اور مایوس

بیٹھا تھا اور میں نے تین بار تمہارا نام پکارا۔۔جین! جین! جین! اور میں نے تمہاری آواز سنی جیسے تم میرے پاس تھی۔ میں نے سنا کہ تم چیخ کر کہہ رہی تھی۔۔'میں آرہی ہوں، میرا انتظار کرو، تم کہاں ہو؟''

میں نے تو اس وقت اسے یہ نہیں بتایا۔۔لیکن یہ تو اس رات کا واقعہ تھا جب میں نے اسے اپنا نام پکارتے سنا تھا۔



بعد کے واقعات

اس کے بعد جلد ہی میں نے اس کے ساتھ خاموشی سے شادی کر لی۔ اس موقع پر ہمارے اور ایک پادری اور کلرک کے علاوہ کوئی موجود نہیں تھا۔گرجے سے واپس آکر میں باورچی خانے گئی جہاں میری رات کا کھانا تیار کر رہی تھی۔

''میری!''میں نے کہا۔''آج صبح میری اور مسٹر روچسٹر کی شادی ہوگئی۔''

''واہ، کیا واقعی؟ اس نے کہا اور کباب میں گھی ڈالنے میں مشغول ہوگئی۔

جان دانت نکال کر ہنسا اور کہنے لگا''میں جانتا تھا کہ مسٹر روچسٹر کیا کرے گا، اس نے بالکل ٹھیک کیا ہے۔ میں آپ کی خوشیوں کے لیے دعا گو ہوں۔''

یہ سب کچھ دس برس قبل ہوا اور میں جانتی ہوں کہ اس شخص کے ساتھ رہنا کیسا لگتا ہے جسے میں دنیا میں سب سے زیادہ چاہتی ہوں۔ وہ میری زندگی ہے اور میں اس کی۔ہم اکثر میری اور ڈیانا سے ملنے جاتے ہیں۔ ان دونوں کی شادی ہو چکی ہے اور وہ ہنسی خوشی زندگی گزار رہی ہیں۔سین جان تا حال ہندوستان میں ہے اور اپنے پسندیدہ کام میں مشغول ہے۔ میں نے ایڈل کے لیے ایک بہترین سکول تلاش کیا اور وہ وہاں کامیاب رہی۔

میں اور ایڈورڈ ہمیشہ ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔ہم ایک دوسرے سے کبھی تھکتے

نہیں اور سارا دن باتیں کرتے رہتے ہیں۔ دو سال تک وہ مکمل نابینا رہا لیکن وقت گزرنے کے ساتھ اس کی بینائی واپس آتی گئی۔ اب بھی اسے پڑھنے اور لکھنے میں دقت ہوتی ہے لیکن اس کی آنکھوں میں کچھ بینائی موجود ہے۔ اس لیے جب ہمارے ہاں پہلے بچے کی پیدائش ہوئی تو ایڈورڈ اس قابل تھا کہ اس نے بچے کو گود میں اٹھایا اور دیکھا کہ بچے کی آنکھیں بڑی، چمکیلی اور کالی تھیں۔۔ بالکل اس کی آنکھوں کی طرح اور اس نے تہہ دل سے خدا کا شکر ادا کیا۔

ختم شد



اورنگ زیب قاسمی کا تعلق خیبر پختونخواہ کے ضلع مردان سے ہے۔ درس وتدریس کے شعبہ سے منسلک ہے۔ پشتو، اردو اور انگریزی ادب کے رسیا ہے۔ یونان کے اساطیری دیوی دیوتا، سکندر پختونخواہ میں، پشتو کی منظوم رومانی داستانیں اور دی رومینٹک ٹیلز فرام پختونخواہ کے مولف و مصنف ہے۔